شہادت طنبوری

یہ وہ مثنی تحریری ہے جو مابین جناب مولوی سید
علی محمد صاحب مجتہد لکھنؤ اور پادری عماد
الدین صاحب کے ۱۸۸۱ء میں واقع ہوئی اور
جناب سردار دیال سنگھ صاحب نے جو اس کے
مرتب میں بڑی احتیاط سے امرتسر میں مرتب کیا
اور فائدہ عام کے لیے لاہور کے

مطبع آفتاب پنجاب میں چھاپا گیا

طبع اول ۱۵۰۰ — قیمت فی جلد بلا محصول ۲؍

دیباچه

خداے ازلی وابدی کی حمد وثنا کے بعد بندہ دیال سنگھ زطرین
کی خدمت مین عرض پرداز ہے کہ حال میں ایک مباحثہ
دینی بذریعہ خطوط درمیان جناب پادری مولوی عماد الدین
صاحب اور مولوی سید علی محمد صاحب مجتہد
لکھنو کے ہوا تھا میں نے فایدہ عام کے لئے
اوس کو مرتب کیا اور اصل کاغذات جانبین کے بعد
نقل کے امرتسر کے مشن میں رکھے گئے تا کہ جب کوئی چاہے
اوس کا اون سے مقابلہ کر سکے اور بموجب خیال مولوی
ابو الحسن صاحب کے اس رسالہ کا نام نغمہ طنبوری رکھا
گیا کیونکہ اونہوں نے مولوی عماد الدین صاحب کا سنی بد

مسلمان سے عیسائی ہونا زاد علی الطنبور نغمۃً کا
مصداق قرار دیا ہے پس یہہ اوسی طنبور کا نغمہ ہے =
کام وہ کیجے کہ دشمن بہی رضامند رہے + موپہ اچہا نہ
کہے گا تو کہے گا دل میں +

پادری صاحب کا پہلا خط

جناب مولوی سید علی محمد صاحب مجتہد لکہنو کی خدمت
میں

جناب مکرم معظم بندہ مولوی سید علی محمد صاحب مجتہد لکہنو
سلامت بعد سلام نیاز انکہ اب بندہ سفر سے فرصت پاکر
بمقام امرتسر مقیم ہے اور جیسا جناب سے بندہ نے عرض
کیا تہا کہ آپ مہربانی فرماکر احقر سے خط وکتابت رکہیں اوسی

دستور پر یہ نیاز نامہ ارسال خدمت ہے براہ نوازش مجھے
اپنا نیاز مند سمجھیں اور اگر کبھی اس ملک پنجاب کی طرف کسی کو
منصب امانت بخشنے کے لئے یا کسی اور عقدہ کشائی
کے واسطے رونق بخش ہوں تو کمترین سے ملاقات میں
دریغ نفرماویں منجناب کے اخلاق حمیدہ اور کمالات علمی و
حلمی دیکھ کر نہایت خوش ہوں جناب سے لکھنؤ میں دو
بار ملاقات ہوئی پہلی ملاقات میں جناب نے فرمایا تھا
کہ بشرط حفظ مراتب ہم تحریری بات چیت کر سکتے
ہیں سو جناب من میں تو آپ سے مخالفانہ مباحثہ کرنا نہیں
چاہتا بلکہ استفادہ کی راہ سے چند سوالات پیش کیا
چاہتا ہوں جو خاص اوس فضیلت مآب سے پوچھنے کے
لایق ہیں آپ یہ نہ سمجھیں کہ میں آپ سے مباحثہ کرتا ہوں
ہرگز نہیں صرف تحقیق کے طور پر میری عرض ہے جناب
خاص کو اس لئے تکلیف دیجاتی ہے کہ میں نے اس سفر
میں آپ ہی کو لایق اور سنجیدہ فاضل پایا ہے بے شک

خدا نے آپ کو عربی زبان کا علم اور دین محمدی کے
دقایق اور نکات کا تبحر بخشا ہے مہربانی فرما کر ان کے
جواب لکھیں۔ لیکن غرض یہ ہے کہ الزامی جواب نہ دیں
صرف تحقیقی جواب رقام فرماویں کیونکہ میں جھگڑا نہیں
چاہتا بلکہ حقیقت کا طالب ہوں۔ دوم انکہ مختصر جواب
سلیس اردو میں ہوں عربی آمیز اردو میں نہ لکھیں۔
سوم انکہ حدیثوں سے دلیل لا کر کوئی بات رقم نفرماویں
اگر قران میں سے جواب ہو سکے تو بخشیں ورنہ لکھدیں کہ
حدیث میں اس کا جواب ہے قران میں نہیں ہے۔
چہارم انکہ میں نے اگر جناب کے آداب والقاب میں کوتاہی
کی ہو تو معاف فرماویں میں اختصار کی رعایت سے تھوڑا
لکھنا چاہتا ہوں میری نسبت بھی جناب بہت تھوڑا
لکھیں فقط زیادہ سلام۔ سوالات یہ ہیں۔
(۱) انسان کی نجات قیامت کے روز کیونکر ہوگی آیا
صرف اعمال حسنہ کے سبب سے یا کسی شفیع کی شفاعت

سے یا اعمال حسنہ و شفاعت شفیع کے اجتماع سے

(۲) اگر نیک اعمال پر نجات ہے تو نیک اعمال سے کیا مراد ہے آیا کل اوامر و نواہی کا بجالانا یا جس قدر ہو سکے

(۳) اگر کسی شفیع کی ضرورت ہے تو اوس کی شرائط اور وجہ خصوصیت کیا ہے یعنے کون کون شرط شفیع میں چاہیئے جس سے اوس کی شفاعت ہو اور کونسی وہ میں زیادتی ہے جسکے سبب وہ اس منصب پر ممتاز رہا

(۴) ہر ایک پیغمبر یا نبی اپنی امت کا شفیع ہے یا خاص ایک شخص تمام اولین و آخرین کی شفاعت کے لئے خدا نے مقرر کیا ہے +

(۵) قرآن میں وہ کونسی آیت ہے جسمیں جناب محمد صاحب نے اقرار کیا ہے کہ میں شفاعت گنہگاراں کرا دونگا +

(۶) سورت بنی اسرائیل کے ۹ رکوع میں ہے عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا لفظ مقاما محمودا کی نسبت تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے ھو

مطلق فی کل مقام یتضمن کرامۃ یعنے

مقام محمود عام ہے ہر مقام کو جس میں عزت ہو حالانکہ اوپر

نیچے کے آیت دیکھنے سے ظاہر ہے کہ مکے سے مدینے جا کر

حضرت کو عزت ملنے کا ذکر ہے پس یہہ مطلق اس قرانی قرینے

سے خاص مدینے والی عزت سے مخصوص سمجھا جاتا تو بہتر

انصاف اور قرین قیاس بھی تھا مگر ابی ہریرہ کی حدیث کے

سبب قرانی قرینہ چھوڑ کر شفاعت کے مقام میں یہہ مطلق کیسی

دلیل سے خاص کیا جاتا ہے ✝

(۷) سورت بقر کے ۳۴ رکوع میں ہے مَنْ ذَا الَّذِی

یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ اس مقام پر شفاعت کے

باب میں آن حضرت کی نسبت وجہ خصوصیت قران سے

کس طرح پیدا ہوتی ہے کہ او نہیں کو اذن ہوگا دوسریکو نہیں

(۸) سورت والضحی میں ہے وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ

رَبُّکَ فَتَرْضٰی = خدا تجھے دیگا تو راضی ہوگا =

جلالین میں ہے آخرت میں اچھی چیزیں دیگا تفسیر بیضاوی میں

ہے علیہ دین اور کمال نفس دیگا - تفسیر حسینی میں ہے
مرتبہ شفاعت دیگا - تفسیر مدارک میں ہے ثواب و مقام
شفاعت دیگا - پس اس عام بات کو خاص مرتبہ شفاعت
کس قرانی آیت کی برانگیختگی سے سمجھا جاتا ہے

(۹) عصمت انبیا کے کیا معنے ہیں آیا پیدایش سے موت
تک اونکا گناہ میں پڑنا ناممکن ہے یا نبوت کے بعد گناہ نہیں
کر سکتے یا کوئی اور معنے عصمت انبیا کے ہیں

(۱۰) لفظ صالحین اور معصومین میں کیا فرق ہے

(۱۱) قران میں وہ کونسی آیت ہے جو عصمت انبیا پر نص ہے
سورت اور آیت کا نشان بتلا کر وہ آیت اور اوس کے
معنے کسی معتبر تفسیر سے لکھدیں

(۱۲) قران میں لفظ عصیان اور ذنب بعض پیغمبروں
کی نسبت مرقوم ہے اور بعضے کبیرہ گناہ جیسے قتل کذب
امر شکنی کا بھی ذکر بعض پیغمبروں کی نسبت لکھا ہے مثلاً
آدم کا امر شکنی کرنا موسے کا قبطی کو قتل کرنا ابراہیم کا یہ

جھوٹھ کہنا کہ میں بیمار ہوں یا ان حضرت کا عفران ذنوب ہونا چاہیسا کہ مذکور ہے اور اوسکی تاویل یوں کرنا کہ یہہ نزول کبائر اور زلات کا بیان ہے وہ کونسی قرانی آیت ہے جس کے سبب یہہ تاویل کیجاتی ہے

(۱۳) قران سے کون کون علامت نبوت آنحضرت کی نسبت ثابت ہی

(۱۴) شیعہ فرقے میں کون کون کتاب علم حدیث کی معتبر سمجھی جاتی ہے اون کے نام بیان فرماکر اون کے مولفوں کے نام بھی بتلاویں اور ہر ایک کتاب کی تالیف کا سن بھی براہ نوازش کسی کتاب کے حوالے سے لکھدیں نہایت نوازش اور مہربانی ہوگی ۔ اگرچہ ان سوالوں کے جواب لکھنے میں جناب کا کچھ وقت صرف ہوگا مگر آپ اس تکلیف کو گوارا کریں کیونکہ آپ کا یہہ منصب ہی اور میں نہایت جواب سننے کا مشتاق ہوں فقط = الراقم نیازمند عماد الدین از مقام امرتسر

۲۲ ر اپریل ۱۸۶۸ع

مجتہد صاحب کا جواب

۱۷ جون کو آیا

مولوی صاحب کرم فرمائے مخلصان مولوی عماد الدین صاحب زاد شوقہ بعد اظہار مراسم اشتیاق واضح ہو کہ خط مسرت نمط آیا عجایب مضامین پر اوسے مشتمل پایا یہ جو شرط آپ نے کی کہ جواب مسایل میں الفاظ عربی نہ آنے پائیں تو درخواست اس کی اہل علم سے بہت مستبعد ہے اسواسطے کہ روزمرہ ان کا کم خالی ہوتا ہے الفاظ عربیہ اور اصطلاحات علمیہ سے کاش کہ آپ نے خود التزام اسکا کیا ہوتا حالانکہ لفظ مجتہد اور زلات اور اوامر و نواہی وغیرہ آپ کی تحریر میں موجود ہے پس آنچہ بر خود نپسندی بر

دیگری مستند اور یہ جو نوک زیر قلم غرایب رقم ہوا ہے کہ
استدلال بجز آیات قرانیہ کے احادیث سی نہو تو عجایب
امور اور غرایب دہور سے ہے اس لئے کہ یہ اس قبیل سے ہی
کہ ہم کسی عیسائی سے کہیں کہ تمام اصول و فروع و عقاید
کو اپنے محض انجیل متی سے ثابت کرے اور انجیل یوحنا سے ہرگز
کسیکا اثبات نکرے حالانکہ یہ صریح البطلان ہے اسواسطے
کہ اناجیل متداولہ جن لوگوں کے نزدیک معتبر ہیں تو وہ سب
اعتبار سند میں یکساں ہیں اور جن لوگوں کے نزدیک
معتبر نہیں اون کے نزدیک تو وہ سب غیر معتبر ہیں لا نفرق
بین احد منہا اسی طرح ہمارے مذہب میں ادلہ
اربعہ شرعیہ سب علی السویہ حجت ہیں وجوب نماز کو قران سے
ثابت کرتے ہیں اور تفصیل رکعات و شرایط و آداب کو
احادیث و اجماع وغیرہ سے پس بعض کو معتبر جاننا اور بعض
کو غیر معتبر کسی مذہب کی بنا پر درست و راست نہیں
ہو سکتا خلاصہ کہ جواب میں تخصیص بلا مخصص نہیں ہو سکتی

قرآن و حدیث و اجماع و عقل سبھی سے اثبات مطالب

و مقاصد کیا جائے گا اور علاوہ ان دو امروں کے اور

بھی چند امر آپ کی تحریر میں قابل تعرض تھے مگر بخیال ملال

اکتفا ہم پر ہمہ نے کی . شعر اندکے پیش تو گفتم غم دل

ترسیدم . کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار ست . اور

اور فضایل مآب فواضل آیاب فاضل مؤتمن مولوی سید

ابوالحسن زاد فضلہ نے آپ کے سوالات کا جواب تحریر

کیا ہے وہ مرسل ہے خود مجھے بسبب عوایق زمانی اور

علایق جسمانی کے نوبت جواب نہ پہونچے اس واسطے کہ

مدت مدید اور عرصہ بعید سے مبتلاے امراض عدیدہ اور

اعراض شدیدہ ہوں اور ضعف قوی مانع قوی اشتغال

سے ساتھ اشغال علمیہ کے ہے مگر یہ کہ حقایق پناہ دقایق

آگاہ ذی المفاخر والمآثر المولوی السید کلب باقر دام

نبلہ نے چند سوال تحریر کئے ہیں اور آپ سے خصوصًا اور

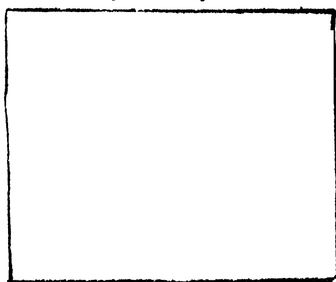
تمام احبار و پادریان روزگار سے عمومًا متصدی ان کے جواب

باصواب کے ہیں بس غالب کہ آپ تحقیق حق اور جواب
مولوی صاحب موصوف سے پہلو تہی اور روگردانی فرمائیں
زیادہ زیادہ سید علی محمد عفی عنہ

سید علی محمد

ما ام محمد صاحب

بڑی مہر



جواب باصواب فضایل مآب فواضل آیات
حقایق و دقایق اکتساب فاضل مؤتمن الحاج
سید ابو الحسن زاد فضلہ بنظر خفیف در آمد
فقط خادم الشریعۃ السید علی محمد عفی عنہ

سید علی محمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الواحد الاحد الفرد الصمد الذی
لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوًا احد و
الصلوٰۃ علی رسولہ المبلغ لاحرم وتہبہ الی
کافۃ خلقہ والناسخ لشرایع الدین مضوا
من قبلہ محمد وعترتہ سلالۃ نسل الخلیل
المبشر بہ وبہم فی التوریۃ والزبور والانجیل
امابعد کہتا ہے احقر العباد اصغر الافراد طالب مغفرت
پروردگار قوی سید ابوالحسن ابن حاجی الحرمین الشریفین
زایر ابی عبد اللہ الحسین سید نقی الرضوی حرسہما
اللہ عن شر کل غبی وغوی یہ کہ ان ایام میں
چند سوالات بعضے منتصرین فاضل نے کہ پہلے قایل صحابہ
ثلاثہ تھے اور بمفاد زاد علی الطنبور نغمۃ پھر مایل رباب
ثلاثہ ہوئے بخدمت جناب معلے القاب علامہ دوران مجتہد
العصر والزمان حامی شریعت اسلام وایمان ماحی بیخ طغیان

المجید المجید الفرید الوحید مولانا المجید استادنا الاوحد
جناب سید علے محمد لازالت شموس فاداتہ بازغۃ واقمار
تحقیقاتہ طالعۃ میں مقام امرتسر سے روانہ کئے تھے اور جناب
سابق الالقاب نے بوجہ علالت و ناتوانی وعوایق زمانی
و علایق جسمانی کے طی کشمکش تحریر جواب سے فرماکر ایما اس
حقیر کو فرمایا لہذا موجب ایماے جناب معظم جواب باصواب
تحریر کیا واللہ المستعان فے البدو والختام

سوال اول انسان کی نجات قیامت کے دن کیونکر ہوگی
آیا صرف اعمال حسنہ کے سبب سے یا کسی شفیع کی شفاعت
سے یا اعمال حسنہ و شفاعت شفیع کے اجتماع سے

جواب مدار نجات انسان اعمال حسنہ پر ہے اور اسی
طرح اعمال قبیحہ موجب عذاب اخروی ہیں چنانچہ قرآن مجید
میں ہے ومن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن
یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ الایہ لیکن احادیث
مستفیضہ و متکاثرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ گناہ تین قسم پر ہیں

پہلے وہ گناہ کہ قابل بخشش نہوا ور وہ شرک وغیرہ ہے
اور دوسرے وہ گناہ کہ امکان بخشش اوس میں ہو لیکن
بمقتضے عدل الٰہی مرتکب اونکا ماخوذ ہوا ور وہ گناہان کبیرہ
ہیں مثلاً قتل نفس اور زنا وغیرہ کے تیسرے وہ گناہ کہ
متروک و معفو ہوں اور وہ صغایر ہیں کہ خود بخود معاف
ہوجاتے ہیں جلدوی میں اعمال حسنہ کے فان الحسنات
یذھبن السیّات اور بدلیل اخبار عترت اطہار اور
اجماع اہل اسلام شفاعت جناب رسالت مآب متعلق دوسرے
قسم کے گناہوں سے ہے یعنے اگرچہ نظر بنفس گناہ مقتضے عدل
تعذیب تہا لیکن بنظر شفاعت جناب رسالت مآب کے
کہ کمال اتباع راہ خدا میں اونہوں نے اوٹہائے مقتضے
عدل عفو ہوجائیگا اور اسی طرح اظہار فضیلت نبی اور انبیا
سابقین پر مقتضے قبول شفاعت کا اون کی ہے البتہ
جو گناہ کہ متعلق غیر ہیں اون میں رضا اون کی درکار ہوگی
سوال ۲۔ اگر نیک اعمال پر نجات ہی تو نیک اعمال سے

کیا مراد ہے آیا کل اوامر و نواہی کا بجا لانا یا جس قدر ہو سکے

جواب شرع کے سب اوامر و نواہی ممکن العمل ہیں ولا یکلف

اللہ نفسًا الا وسعہا وما جعل علیکم

فی الدین من حرج الآیۃ البتہ تکلیف مالا یطاق

جن لوگوں کی شرع میں جائز ہے مثل اذعان اتحاد متعدد اور

تعدد متحد اور اعتقاد تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث

اون کو جواب دینا اس سوال کا مشکل ہوگا

سوال ۳ - اگر کسی شفیع کی ضرورت ہے تو اوس کے شرائط

اور وجہ خصوصیت کیا ہے یعنے کون کون شرط شفیع میں

چاہئے جس سے اوسکی شناخت حاصل ہو اور کونسی اوسمیں

زیادتی ہے جس کے سبب وہ اس منصب پر ممتاز ہوا

جواب شرط شفاعت ماذونیت جناب باری سے ہے

اور حصول اذن موقوف اوسکی حکمت و مصلحت پر ہے اور قرب

نافع پر اور درجہ مستقل شفاعت اور فرد اکمل اوس کے مخصوص

جناب رسالت مآب اور اون کے اہل بیت اطہار ہیں سے ہے

اور باعث امتیاز کثرت عبادات وطاعات وریاضات

ومجاہدات وکمالات علمیہ وعملیہ یا ورثہ صالح واسرار

نسبیہ خیار باری ذلک فضل اللہ یؤتیہ من

یشاء واللہ ذو الفضل العظیم الآیۃ ولا

یسئل عما یفعل وھم یسئلون الآیۃ ۔

سوال ۴ ہر ایک پیغمبر یا نبی اپنی اپنی امت کا شفیع ہے

یا خاص ایک شخص تمام اولین وآخرین کی شفاعت کے

لئے خدا تعالے نے مقرر کیا ہے

جواب اس سوال کا جواب منصوص ہونا قرآن مجید سے

نہیں ہے لیکن بعض احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ

ہر ایک نبی اہوال قیامت سے نفسی نفسی پکارتا ہوگا

اور جناب رسالت مآب امتی امتی کہیں گے علاوہ یہ کہ امم

سابقین بھی بعد بعثت سید المرسلین ان کی امت میں مندرج

ہوگئی بدلیل وبعثناک کافۃ للناس بشیرا

ونذیرا الآیۃ غایت الامر یہ کہ بدلالۃ امت مرحومہ میں

ہیں اور عصات امت مرحومہ نہیں ہیں شفاعت کسی اور
نبی کی اون کے باب میں معتبر ہے

سوال ۵ - قرآن میں وہ کونسی آیت ہے جس میں جناب
محمد صاحب نے اقرار کیا ہے کہ میں شفاعت گنہ گاران
کرا دوں گا جواب یہہ مضمون کسی آیت میں مذکور نہیں
لیکن اخبار متواترہ اہل ذکر اور اجماعات محققہ اہل اسلام
سے ثابت ہے

سوال ۶ سورت بنی اسرائیل کے ۹ رکوع میں ہے
عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً =
لفظ مقام محمود کی نسبت تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے
ھو مطلق فی کل مقام تتضمن کرامة
یعنے مقام محمود عام ہے ہر مقام کو جس میں عزت ہو حالانکہ
اوپر نیچے کی آیت دیکھنے سے ظاہر ہے کہ مکے سے مدینے
جاکر حضرت کو عزت ملنے کا ذکر ہے پس اگرچہ مطلق اس
قرانی قرینے سے خاص مدینہ والی عزت سے مخصوص سمجھا

جانا تو عین انصاف اور قرین قیاس ہے تھا مگر ابوہریرہ کے
حدیث کے سبب قرآنی قرینہ چھوڑ کر شفاعت کے مقام میں
یہہ مطلق کس دلیل سے خاص کیا جاتا ہے

جواب قرینہ نظم قرآنی کہ نظم عثمانی ہے قایل اعتبار نہیں
اور کلام بیضاوی بر تقدیر تسلیم احد احتمالات معانی آیت
کریمہ ہیں لیکن ہمارے مذہب میں ازبسکہ تفسیر بالراے ممنوع
ہے تو مدار تفسیر دانی کلام اہل بیت علیہم السلام پر ہے
فان اهل البيت ابصر بما في البيت الذي هو
تفسیر کہ باقی ادلہ شرعیہ سے ثابت ہو وہ بہی حکم اخبار اہل
بیت میں ہے اور اجماع مفسرین سے ثابت ہے کہ مقام محمود
سے مراد مقام شفاعت ہی چنانچہ تفسیر مجمع البیان میں ہے
وقد اجتمع المفسرون علے ان المقام المحمود
هو مقام الشفاعة الخ اور تفسیر صافی میں حضرت
امیر علیہ السلام سے منقول ہے ذیل میں ایک حدیث کے کہ
اوس میں ذکر اہل محشر فرمایا تھا فرمایا ثم يجتمعون في موطن

آخر یکون فیه مقام محمد و هو المقام المحمود
فیثنی علی اللہ تعالی بما لم یثن علیہم احد
قبله ثم یثنی علی کل مومن و مومنة و یبدأ
بالصدیقین والشهداء ثم بالصالحین فیحمده
اهل السماوات و اهل الارض فذلك قوله
عز و جل عسی ان یبعثك ربك مقاماً محموداً
الحدیث اور حضرت امام جعفر صادق یا حضرت امام محمد باقر
علیہما السلام سے منقول ہے تفسیر کریمہ عسی ان
ان یبعثك لا ئمیں قال هی الشفاعة اور خود جناب
رسالت مآب نے فرمایا هو المقام الذی اشفع فیه
لامتی قال اذا قمت المقام المحمود تشفعت
فی اصحاب الکبائر من امتی فیشفعنی الله
فیهم والله ولا تشفعت فی من اذی ذریتی
الحدیث رہا قرینہ سیاق تو وہ علاوہ محذور مذکور کے
معارض اجماع اور اخبار اہل بیت کا نہیں ہو سکتا خصوصاً

جب کہ سابق میں ذکر ہمارا ہو صدر آیت میں اس واسطے کہ یہ قرینہ ہے کہ امردنیٰ کی جزا بھی دینی و اخروی ہوگی۔ فتدبر —

سوال ۷ سورت بقرکے ۳۴ رکوع میں ہے من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ اس مقام شفاعت کے باب میں آں حضرت کی نسبت وجہ خصوصیت کس طرح قران سے پیدا ہوتی ہے کہ اون ہی کو اذن ہوگا دوسرے کو نہیں

جواب لفظ قران سے تخصیص نہیں مگر بالاجماع و حدیث مطلب تمام ہوتا ہے

سوال ۸ سورہ والضحیٰ میں ہے ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ خدا تجھے دیگا تو راضی ہوگا جلالین میں ہے آخرت میں اچھی چیزیں دیگا تفسیر بیضاوی میں ہے کمال نفس اور غلبہ دین دیگا تفسیر حسینی میں ہے مرتبہ شفاعت دیگا تفسیر مدارک میں ہے ثواب اور مقام شفاعت دیگا پس اس

عام بات سے خاص مرتبہ شفاعت کس قرانی آیت کی

برانگیختگی سے سمجھا جاتا ہے

جواب کسی تفسیر کی عبارت منافی دوسری تفسیر کے

نہیں اور جمع سب کا مدارج دنیوی و اخروی میں فا

الجمع اکمل چنانچہ تفسیر مجمع البیان میں ہے وسیعطیك

ربك فی الاخرة من الشفاعة والحوض و

سائر انواع الکرامة فیك وفی امتك

ما ترضیٰ به اور تفسیر صافی میں ہے عن الصادق

قال یعطیك من الجنة العبادة

سوال ۹ عصمت انبیا کے کیا معنے ہیں ابتدائے پیدائش سے

نبوت تک اونکا گناہ میں پڑنا ممکن ہے یا نبوت کے بعد

گناہ نہیں کرسکتے یا کوئی اور معنے عصمت انبیا کے ہیں

جواب مذہب حق میں عصمت انبیا کے یہ معنے ہیں کہ اول

عمر سے آخر تک لطف الٰہی اون کے شامل رہتا ہے اور

وہ عمداً و سہواً کوئی گناہ صغیرہ یا کبیرہ نہیں کرتے

سوال ۱۰ لفظ صالحین اور معصومین میں کیا فرق ہے
جواب معنی لفظ معصوم سابق سے مستفاد ہوتے ہیں اور
صالح کے معنے نیک کے ہیں پس نسبت دونوں میں عام
وخاص مطلق کی ہے

سوال ۱۱ قران میں وہ کونسی آیت ہی جو عصمت انبیا پر
نص ہے سورت اور آیت کا نشان تبلا کر وہ آیت اور
اوس کے معنے کسی معتبر تفسیر سے لکھدیں

جواب عصمت انبیا آیات عدیدہ سے مستنبط ہے مثل کریمہ
فبعزتك لاغوينهم اجمعين الا عبادك منهم
المخلصين اور بضمیمہ روایات و ادلہ عقلیہ مفید قطع و یقین
ہیں ساتھ عصمت انبیا کے جیسا تفصیل اسکی حضرت استاد
علامہ نے اپنی تفسیر میں اور تحفۃ الواعظین میں تحریر فرمائی ہے
اور کتاب صولۃ علویہ للذب عن الملۃ المحمدیہ میں ہے باتم
تفصیل ذکر فرمایا ہے اور کتاب حدیقہ سلطانیہ اور عماد
الاسلام میں ہے اور منجملہ آیات کریمہ لاینال عھدی

الظالمین ہے کہ پارہ اول کے آخر میں ہے اور تفسیر
مجمع البیان میں ہے واستدل اصحابنا بهذه الآية
على ان الامام لا يكون الا معصوما عن القبائح لان الله
تعالى نفى ان ينال عهده الذي هو الامامة
ظالما ومن ليس بمعصوم فقد يكون ظالما اما لنفسه
واما لغيره انتهى اور عماد الاسلام میں ہے ومنها ان
النبي لو كان عاصيا لكان من الظالمين وقد قال
تعالى لا ينال عهدي الظالمين قال الرازي
في تفسيره الكبير المراد بهذا العهد اما عهد النبوة
او عهد الامامة فان كان المراد عهد النبوة ثبت
المطلوب وان كان المراد عهد الامامة فكذلك لان
كل نبي لا بد ان يكون اماما يؤتم به ويقتدى به
فالآية على جميع التقديرات تدل على ان النبي
لا يكون مذنبا انتهى اور علاوہ اس کے اور بہت
سی آیات ہیں کہ دلالت مطلوب پر کرتی ہیں اور تفصیل ان کی

عماد الاسلام میں مرقوم ہے

سوال ۱۲ قران میں لفظ عصیان و ذنب بعضے پیغمبروں کی نسبت مرقوم ہے اور بعضے کبیرہ گناہ جیسے قتل کذب امر شکنی کا بھی ذکر بعضے پیغمبروں کی نسبت لکھا ہے مثل آدم کا امر شکنی کرنا موسے کا قبطی کو قتل کرنا ابراہیم کا جھوٹھ بولنا کہ میں بیمار ہوں یا آنحضرت کا غفران ذنوب ہونا جیسا کہ مذکور ہے اور اوس کی تاویل یوں کرنا کہ ترک اولے اور زلات کا بیان ہے پس کونسی قرانی آیت ہے جس کے سبب یہہ تاویل کیجاتی ہے

جواب یہہ سب آیتیں ماوّل ہیں اور تاویل اون کی بہ بسط تمام کتب کلامیہ میں مذکور ہے اور تاویل اون کی ترک اولے ہے اور باعث تاویل جمع بین الادلہ ہے اور موید اسکے احادیث صحیحہ مستفیضہ اور دلیل عقل اور اجماع محقق فرقہ حقہ ہے اور تفصیل اس کی کتب مبسوطہ میں مثل حدیقہ سلطانیہ اور عماد الاسلام وغیرہ کی ہے من شاء فلیرجع الیہ اور

ظاہر ہے کہ اوس شخص کی تحریر میں اگر ایک امر ظاہر
منافی دوسرے کے ہو تو صاحب عقل سلیم حکم نکریگا تناقض
پر بلکہ حتے الوسع وہ معنے لئے جاویں گے کہ برخلاف تصریح معدنے
کے سابق میں نہوں اسی واسطے کہ کوی عاقل ہوشیار
ایسا نہیں کہ اوس کے بات میں ثبات نہو کبھی کچھ لکھے کبھی کچھ
پس بقرینہ سیاق یا سباق کلام اوس کا محمول ویسی وجہ پر ہوگا
کہ تناقض لازم نہ آوے چہ جائے کلام الٰہی پس وہمین بطریق
اولے وجوہ جمع منطرق ہوں گے اور علم اصول کافل طرق
جمع ہے من شاء فلیرجع الیہ البتہ جس مقام پر جمع
نہو سکے بوجہ من الوجوہ تو وہاں پر اثبات تناقض ناگزیر ہوگا
واذ لیس فلیس
سوال ۱۳ قرآن سے کون کون علامت نبوت آنحضرت کی
نسبت ثابت ہے
جواب علامات نبوت جناب رسالت مآب قرآن مجید میں
بہت ہیں کہ استقرا و استقصا اونکا دشوار ہے ازانجملہ

معجزات مثل شق القمر وغیرہ کے اور از ان جملہ اخبار بالغیبات اور پیشین گوئی مثل غلبہ روم اور فتحہ مکہ وغیرہ کے

سوال ۱۴ شیعہ فرقہ میں کون کون کتاب علم حدیث کی معتبر سمجھی جاتی ہی اون کے نام بیان فرما کر اون کے مولفوں کے نام بھی بتلاویں اور ہر ایک کتاب کی تالیف کا سنہ بھی براہ نوازش کسی کتاب کے حوالہ سے لکھدیں نہایت نوازش اور مہربانی ہوگی

جواب شرح وجیزہ استاد علامہ سے ثابت ہوتا ہے کہ عہد کرامت مہد حضرت امام بحق ناطق جعفر صادق میں چار سو کتابیں بامر حضرت جمع کی گئی تھیں کہ اونکو اصول اربعہ مائۃ کہتے ہیں بعد ازاں بانقلاب زمانہ اکثر اونمیں سے ضایع ہوگئیں اور جو باقی رہیں اونہیں علما نے کتب احادیث میں جمع کیا اور کتب حدیث بہت ہیں کہ احصا اونکا متعسر ہے اور زیادہ تر مشہور اون میں سے کتب اربعہ ہیں کہ جن پر جمیع اعصار و امصار میں مدار رہا پہلی کتاب کافی تصنیف ثقۃ الاسلام ابو جعفر

حافظ محمد ابن یعقوب کلینی طاب مرقدہ اور کلام علمائے
رجال سے ثابت ہوتا ہے کہ کتاب اون کی ملاحظہ سے
حضرت صاحب العصر علیہ السلام کے بھی گذری واللہ اعلم
اور سنہ وفات مصنف کا ۳۲۹ یا ۳۲۸ ہے دوسری
من لا یحضرہ الفقیہ اور اسم شریف اوس کے مصنف کا حجۃ
الاسلام شیخ علی بن بابویہ قمی ہے اور ولادت باسعادت
اون کی دعاے حضرت صاحب العصر سے ہوئی اور علاوہ
اس کتاب کے تین سو کتاب اور اون کی تصنیف ہے
اور سنہ ۳۸۱ میں رحلت فرمائی ملک رے میں تیسری تہذیب
چوتھی استبصار اور یہہ دونوں تصنیف جناب شیخ رئیس
الطایفۃ المحقۃ شیخ ابوجعفر محمد ابن الحسن الطوسی نور اللہ روحہ
سے اور سنہ ۴۶۰ میں مقام نجف اشرف میں وفات فرمائی یہہ
مجمل حال کتب اربعہ ہے اور تفصیل کتب علم رجال و درایت
میں مذکور ہے اور منجملہ کتب حدیث نہج البلاغت ہے اور
یہہ کتاب جامع اور مشتمل فقط کلام حضرت امیر علیہ السلام پہ

ہے کہ جو کلمات بعد قرآن مجید معجز ہیں اور کتب عہد عتیق و جدید میں نظیر اوسکا نہیں اور جامع کتاب ذو المجدین سید رضی رضی اللہ عنہ ہیں اور سنہ وفات ۴۰۶ھ ہے اور منجملہ کتب معتبرہ حدیث وافی و وسایل ہے اور بحار الانوار چوبیس ۲۴ پچیس ۲۵ مجلد ضخیم ہے اور عوالم سو جلد کی کتاب علم حدیث میں ہے اور بہت سی کتابیں ہیں کہ احصا اونکا دشوار ہے اور تفصیل حال اونکے مصنفین کی اور سن ولادت و وفات کتب رجال میں مثل خلاصۃ الاقوال اور رجال شیخ ابو علی وغیرہ کے تفصیل مذکور ہے من شاء فلیرجع الیہ والحمد للہ اولا و آخرا تمام بقلم احقر العباد سید مصطفے الحسینی عفی اللہ عنہ بالنبی ۲۵ شہر ربیع الاول ۱۲۹۹ھ

یادر یصا کا دوسرا خط

کرم فرمائے نیازمندان مجتہد صاحب سلامت بعد
سلام التماس آنکہ بندہ کے چودہ سوالوں کا جواب مع نوازشنامہ
میرے پاس پہونچا اور اس سوال آپ کی طرف سے بھی
آئے بڑی مہربانی ہوئی لیکن مناسب یوں ہے کہ پہلے
میرے سوالونکا تصفیہ آپ سے ہو جاوے کیونکہ پہلے وہی
پیش ہوئے ہیں اوس کے بعد آپ کے سوالونکا جواب
ضرور لکھونگا تاکہ سب کام ترتیب سے ہوں ۔ پس پہلے
نوازشنامے کا جواب دیتا ہوں =

میرے پہلے خط میں چار شرطیں تھی پہلی اور چوتھی شرط
شاید آپ نے قبول فرمائی کیونکہ اونکی نسبت نوازشنامہ میں
سکوت ہے لیکن جواب میں پہلی شرط کی رعایت نہیں ہے
کہیں کہیں الزامی فقرات موجود ہیں خیر آیندہ کو اسکا خیال
رکھیں بندہ بھی حتےالوسع اس بلا سے بچیگا باقی دوسری
و تیسری شرط پر آپ کا اعتراض ہے اس لیے کچھ اوس کے
بارہ میں عرض کرتا ہوں آپ نے فرمایا کہ عربی الفاظ

عبارت میں نلانے کی درخواست کرنا اہل علم سے بعید ہی
اور خود بھی نے بعض عربی الفاظ مثل مجتہد و زادت وغیرہ لکھے
ہیں = سو مہربان من اس درخواست کا یہہ مطلب ہی کہ وہ
عربی الفاظ جو سب کے محاورے میں روزمرہ آتے ہیں
اون کے لانے کا مضایقہ نہیں ہے کیونکہ اونکو ہر کوئی
سمجھتا ہے مگر وہ الفاظ جو خاص اہل علم یعنے بڑے بڑے
عالم سمجھتے ہیں اور تہوڑے پڑہے ہوئے لوگ بدون
سمجھانے کے یا لغت جوئی کے دریافت نہیں کر سکتے
اون سے گریز کرنا اس لئے مناسب ہے کہ عوام الناس
کو اس تحریر کا سمجھنا مشکل نہو پس بنظر فایدہ عام کے میں نے
یہہ عرض کی تھی امید ہے کہ آپ بھی اس بات کو پسند
فرماوینگے اگر منظور نہو تو اختیار ہے جیسے الفاظ چاہیں
لکھیں مگر یہہ تحریر علم و فضل ظاہر کرنے کے لئے نہیں ہے
بلکہ حق بات ظاہر کرنا منظور ہے = تیسری شرط کہ قرآن سے
جواب ملے نہ حدیث سے اس پر بھی آپ نے اعتراض کیا

اور اس شرط کو نامنظور فرمایا = سو اس کے باب میں
یہ عرض ہے کہ میزان الحق میں جو پانچ دلیلیں احادیث
کے غیر معتبر ہونے پر پیش ہوئیں تھیں جب تک آپ کی
طرف سے اون کے شافی جواب عنایت نہوں تب تک
ہم لوگ حدیث کا اعتبار نہیں کر سکتے کیونکہ وہ دلیلیں سچی
اور برحق ہیں اگر آپ اون دلیلوں کو ملاحظہ فرمانا چاہئے
تو جناب پادری فنک صاحب مشنری لکھنؤ آپ کو میزان
الحق میں نکال کر دکھلا سکتے ہیں اونکا یہاں لکھنا طوالت
ہے = اس کے سوا خود جناب نے میرے چوتھے سوال کے
جواب میں مولفان احادیث کے جو سنہ ظاہر کئے ہیں
اون سے ثابت ہے کہ یہ کتابیں حضرت کی وفات سے
بہت دنوں پیچھے کی ہیں اور سلسلہ و متن حدیث اونہیں
مولفوں کا سنایا ہوا ہے پس ان کی اس سماعت کا کیا
اعتبار ہے ایمان ایسی چیز نہیں ہے کہ اتنے بڑے عرصے
کی سماعت پر رکھا جاوے جب تک یہ لوگ خود دیکھ کر

لکھنے والے نہوں اون کی بات معتبر نہیں ہے اور یہ
یہ مؤلف پیغمبر بھی نہیں ہیں کہ اون کی بات وحی کے
اعتبار پر قبول ہو بلکہ اون کی تقریر صدق اور کذب
کا احتمال رکھتی ہے مخالف کے سامنے دلیل قطعی نہیں ہو
سکتی = چہ جاے کہ اجماع یعنے کمیٹی اور انسانی
عقل کا اعتبار کیا جاوے ۞ پس مخالف کو دلیل
قطعی دینی چاہئے اور یہ بات صرف قران سے ہو سکتی
ہے کیونکہ جس عہد میں وہ جمع کیا گیا اوس زمانے میں
آنحضرت کے دیکھنے والے صدہا موجود تھے اب جو
باتیں قران میں ہیں اون کی نسبت ہم بالیقین کہہ
سکتے ہیں کہ ضرور یہ باتیں حضرت کے ارشادات ہیں
پر حدیثوں کی نسبت کامل یقین سے نہیں کہہ سکتے کیونکہ
وہ سب بموجب تحریر آپ کے سنہ ۲۲۹ یا سنہ ۲۸۱ یا سنہ ۴۶۲
یا سنہ ۴۰۶ ہجری میں قلمبند ہوئے ہیں اور اس عہد
میں کوئی آن حضرت کے دیکھنے والا نہ تھا جو ان کتابوں کی

تصدیق یا تکذیب کرتا = اور یہہ حدیثوں کی بے
اعتباری نہ صرف مسلمانوں کی نسبت ہم رکہتے ہیں بلکہ
عیسائیوں اور یہودیوں کی حدیثوں کوبھی جو بڑے
بڑے دفتر ہیں ہم قبول نہیں کرتے صرف خدا کے
کلام پر ایمان لاتے ہیں اور وہ حدیثوں کا محتاج نہیں
بلکہ کامل اور مبین ہے اگرچہ حدیثوں کی تکذیب نہیں
کرتے پر تصدیق بہی نہیں کر سکتے شاید اوس میں سے
کچھ جو کلام کے موافق سے درست ہو پر ہمیں ضرورت
نہیں ہے کہ کلام کے ساتھ آدمیوں کی بات کو ملاکر دلیل
لاویں ایسا نہو کہ ہم گمراہی میں جا پڑیں = دیکھئے آپ
بھی قران کی نسبت حدیث کا دوسرا مرتبہ جانتے ہیں
اسی سبب سے کہ وہ قران کی نسبت کم مرتبہ رکہتی ہے
پس ہمیں کم مرتبہ کی دلیل درکار نہیں ہے اعلے رتبہ کی
دلیل لانا چاہئے اور یہہ مثال جو آپ نے لکھی ہے کہ اگر
ہم کسی عیسائی کو کہیں کہ اپنے تمام اصول و فروع اور

عقایدمتی کی انجیل سے ثابت کریوحنا کی انجیل سے کوئی
بات ثابت نکرتو یہہ بات صریح البطلان ہے گویا اسی طرح
میں نے آپ سے کہا کہ قران سے ثابت کیجئے نہ حدیث سے
صاحب من یہہ مثال درست نہیں ہے اگر میں یوں کہتا
کہ سورہ بقر سے ثابت کیجئے آل عمران سے کوئی ثبوت
نہ لانا تو یہہ مثال درست ہوتی کیا آپ کے عقیدہ میں
قران اور حدیث واجماع وقیاس برابر اور ایک جنس کی
چیزیں ہیں ہرگز نہیں ۔ پر متی و یوحنا کی انجیل بلکہ پیدایش
سے مکاشفات تک سب کا سب برابر کلام الٰہی اور ایک
جنس کی چیز ہے ۔ اس کے سوا یہہ بات ہے کہ دین
کے اصول اور عقاید ضرور کلام الٰہی سے ثابت کرنے
لازم ہیں عیسایوں کو بھی اور مسلمانوں کو بھی بلکہ فروعات
ہر فرقے کے اون کی راے کے موافق جدے جدے
ہوا کرتے ہیں خواہ وہ حدیثوں سے ہوں یا اجماع و قیاس
سے سو میرے سوالات فروعات کی بابت نہیں ہیں بلکہ

عقایدے کے معاملے میں ہیں یعنے آں حضرت کی نبوت کا
ثبوت اور نجات کا طور اور شفاعت کا اقرار وغیرہ
انکا ذمہ وار کلام الٰہی چاہئے نہ حدیثیں ور اجماع و
قیاس ۔ رہا اجماع امت یعنے آدمیوں کی کمیٹی
کا حکم سو اگر کسی عقیدے کے بابت وہ ہوا ور کلام الٰہی میں
اوس کی کچھ بنیاد پائی جاوے تب تو ہم اوس اجماع کو مانتے
ہیں اور جو خدا کے کلام میں وس کا ذکر نہ ملے اور اجماع
امت کھے یہ عقیدہ یوں رکھنا چاہئے اوس کو ہم ہرگز
نہیں مان سکتے اور مناسب نہیں ہے کہ مخالف کے
سامنے ایسا اجماع پیش کیا جاوے جو کلام الٰہی میں مذکور
نہیں ہے ۔ رہا قیاس و عقل سو ان کا یہ حال ہے کہ
اوس میں انسان غلطی کر سکتا ہے بلکہ بعضے وقت پیغمبر بھی
قیاس میں غلطی کر جاتے ہیں دیکھئے سورہ عبس کے تفسیر فتح
العزیز کے اندر کیا لکھا ہے کہ حضرت نے اجتہاد دیا قیاس
میں غلطی کھائے اور یہ بات سچ ہے ہر تمیزدار انسان

اس کو قبول کر سکتا ہے کہ انسان بہول چوک سے خالی
نہیں ہے مگر کلام الہی میں غلطی نہیں ہو سکتی پس ہم لوگ
اپنے ایمان کے اصول و عقاید کی بنیاد حدیثوں و اجماع
و عقل پر نہیں رکہتے مگر کلام الہی پر لیکن فروعات میں
اگر ان چیزوں سے کچھ کام لیں تو مضایقہ نہیں ہے اس لئے میں
نے عرض کی تھی کہ صرف قران سے جواب ملے تو بہتر ہے
اور جو قران میں سے جواب اوسکا نہ ملے تو صرف یہہ لکھدیں
کہ قران میں اسکا جواب نہیں ہے مگر حدیث اور اجماع و
قیاس سے اسکا ثبوت ہے اور کچھ ضرور نہیں ہے کہ وہ
حدیث وغیرہ نقل کر کے دکہلاویں یا قران کے سوا اور
اور کتب سے اجماع کا ثبوت دکہلاویں کیونکہ یہہ چیزیں
ہمارے مفید نہیں ہیں پس شئے مطلوب کی بابت ہاں
یا نہیں کرنا چاہیئے اوس کے عوض غیر مطلوب پیش
کرنا اچہا نہیں ہے آپ کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور مجھے
فایدہ نہیں ہے = اور یہہ جو آپ نے فرمایا کہ ان دو

امروں کے سوا اور بھی چند امر تیری تحریر میں قابل
تعرض تھے ہم نے بخیال ملال خاطر درگذر کی ہے =
اوس کا جواب یہ ہے کہ میں نے وہ امر سے نہیں اگر
آپ بیان کرتے تو جواب دیتا جیسی آپ کی گوں گوں مہربانی
فرمانے میں بھی نہایت شکر گذار ہوں = پھر آپ نے
لکھا ہے کہ مولوی سید ابوالحسن صاحب نے تیرے
سوالات کا جواب لکھا خود مجھے عوایق زمانی اور علایق
جسمانی کے سبب نوبت جواب نہ پہونچی یہ بڑی افسوس
کی بات ہے لیکن چونکہ آپ کی مہر اوس نوازشنامہ پر
اور جواب پر بھی موجود ہے اس لئے وہ سب جوابات
آپ ہی کے ہوئے خواہ آپ کی مجلس میں سے کوئی شخص
لکھے مگر آپ کی مہر اوس پر ہونی چاہئے جیسے آپ نے ان
کاغذوں پر کی ہے اگر آپ اون پر مہر کر کے روانہ نفرماتے
تو مجھے واپس کرنے پڑتے اس لئے کہ میرے سوالات آپ
سے ہیں نہ کہ غیر سے اگرچہ غیر لوگ تحریر یا تلاش جواب کی

مدد کریں تو کچھ مضایقہ نہیں ہے مگر جواب آپ کی طرف
سے مہر ہو کر آنا چاہئے تا کہ میرے لئے سند ہو پھر آپنے
لکھا ہے کہ مولوی سید کلب باقر صاحب نے چند سوال
تحریر کئے ہیں اور تمام احبار و پادریان روزگار سے
عموماً اور بندہ سے خصوصاً اون کا جواب درکار ہے
سو مہربان من اون سوالوں پر بھی آپ کی مہر ہے اس لئے
وہ سوالات بھی جناب کی طرف سے میں سمجھتا ہوں بسر
و چشم اون کا جواب لکھونگا لیکن پہلے ان سوالوں
کا جو پیش ہیں تصفیہ ہونا واجب ہی تا کہ تحریر میں گڑبڑ
نہو جاوے والسلام الراقم عماد الدین —

اب جناب کے جوابوں کا جواب عرض کرتا ہوں

اول میں بسم سے والختام تک بطور دیباچہ جو لکھا گیا ہے

اوس کی کچھ ضرورت نہ تھی جو بات سوال سے خارج ہے اوس کے لکھنے سے کیا فایدہ ہے حالانکہ اوس میں سے بعض مضمون خداے تعالے کی نسبت اور بعض آں حضرت کی نسبت ثبوت طلب ہیں اسکے بعد سید ابوالحسن صاحب نے اپنے اوصاف حمیدہ ظاہر فرما کر بندہ پر طعن آمیز الفاظ لکھے ہیں یعنے یہہ کہ بعضے متنصرین افاضل نے جو پہلے اصحاب ثلاثہ کے قایل تھے اب ارباب ثلاثہ کے مایل ہوئے اور یہہ کہ زاد علی الطنبور نغمۃً بھلا ان باتوں سے کیا حاصل ہے یہہ تو ایسی بات ہے جیسے جاہل عورتیں لڑائی کے وقت آپس میں طعنے مارا کرتی ہیں شاید مولوی صاحب کا خیال تحریر کے وقت اس آیت قرانی پر نہ ہا لا تجادلوا اهل الکتاب الا بالتی هی احسن یعنے اہل کتاب سے بطریق احسن بات کرنا چاہیئے پر اونہوں نے بطریق اقبح بات کا شروع کیا لیکن میں ایسی طنز آمیز بات کبھی

نہ لکھونگا کیونکہ حفظ مراتب کی جانبین سے شرط ہے
اور میں ویسا ہی ہوں ۔ دوسری بات میرے سوال
کی عبارت بعینہ جواب میں نقل کرنا بھی طوالت ہے
صرف سوال کا نمبر بتلا کر جواب لکھنا اچھا ہے کیونکہ میرے
ہر خط کی نقل یہاں رکھتا ہوں اور آپ کے خط بھی احتیاط
سے اوس کے ساتھ ہیں ۔ امید ہے کہ آپ بھی اسی
طرح کرتے ہوں گے =

پہلے سوال کا جواب آپ نے یہہ دیا کہ مدار نجات انسان
اعمال حسنہ پر ہے اور اثبات اوس کا آپ نے قران
سے کیا اس بات کو میں قبول کرتا ہوں کہ یہہ درست
ہے لیکن اس کے سوا جو آپ نے احادیث سے تین قسم کے
گناہ بیان کئے اور اون میں سے ایک قسم کے گناہوں
کی شفاعت آں حضرت کے ذمہ لگائی اور اوس کا ثبوت
قران سے نہیں دیا پس وہ حدیثیں جو قران کی مخالف
ہیں اون کا کیا اعتبار ہے بلکہ وہ رد کرنے کے لایق ہیں

کیونکہ قرآن کہتا ہے کہ اعمال حسنہ پر نجات ہے جدیثیں
کہتی ہیں کہ آں حضرت کی شفاعت پر نجات ہے تو احادیث
نے قرآن کی تکذیب کی ہے اون کو کون قبول کرسکتا ہے

(۲) سوال کا یہہ جواب ملا کہ شرع کے سب اوامر
و نواہی ممکن العمل ہیں = یہہ جواب اوس سوال کا نہیں
ہے میں نے نہیں پوچھا کہ شرع کے کل احکام ممکن العمل
ہیں یا نہیں سوال کا یہہ مطلب ہے کہ اگر نجات انسان
اعمال حسنہ پر موقوف ہے تو اعمال حسنہ سے کیا مراد ہے
آیا سارے حکم اول سے آخر تک بموجب بیان شرع کے
ریا کاری سے بچ کر خلوص کے ساتھ وقت پر ادا کرنے کا
نام اعمال حسنہ ادا کرنا ہے یا جس قدر اوس نے ادا
کئے اوسی قدر کو کہتے ہو کہ اعمال حسنہ پورے ہوگئے
اور آدمی نجات کے لایق ہوگیا — سو اس کا جواب
نہیں ملا شاید سوال کا مطلب خیال شریف میں نہیں آیا
پھر اس کا جواب مرحمت ہونا چاہئے اور وہ جو الزامی

فقرے لکھے ہیں اون پر میں توجہ نہیں کرسکتا
کیونکہ حقیقی جواب چاہتا ہوں

(۳) سوال کا یہہ جواب ملا کہ شرط شفاعت
خدا سے ہے اور قرب شافع پر یہہ کچھ جواب نہیں ہے
کیونکہ یہہ تو ہر مدعی شفاعت کا دعوے ہے ایک شخص
کہتا ہے کہ مجھے خدا سے قرب ہے اور میں خدا کی طرف سے
شفاعت کنندہ مقرر ہوں — پس اس دعوے کی تصدیق
یا تکذیب کے لئے کچھ علامات جو عقلاً و نقلاً درست ہوں
اوس میں دکھلانا لازم ہے سو وہ علامات آپکو بیان
کرنا چاہئیں کیونکہ دعوے کو دلیل ضرور ہے سو آپنے
دلیل کی جگہہ دعوے ہی کو قایم کردیا ہے پہلے لازم تہا
کہ وہ شرطیں بیان کرتے جو موجب شناخت شافع
ہیں پھر کہتے کہ یہہ شرطیں آں حضرت میں پائی جاتی
ہیں اس لئے وہ شفیع ہیں موجب اپنے دعوے کے
لیکن آپنے بدون اظہار و تسلیم شرایط تا حق ایک

دعوے کر دیا کہ آں حضرت اور اون کے اہل بیت
شفیع ہیں حالانکہ پہلے جواب میں مان چکے کہ قرآن
میں اعمال حسنہ سے نجات ہے شفاعت کا وہاں ذکر
نہیں ہے پھر حدیثوں سے ثابت کیے ہوئے شفیع کو بلا
دلیل کیوں پیش فرماتے ہیں —

(۴) سوال کا یہ جواب ملا کہ قرآن میں ایسے سوال کا
جواب نہیں ہے لیکن احادیث سے ثابت ہے کہ صرف
آں حضرت شفیع ہیں اور کوئی پیغمبر شفیع نہیں کیونکہ ہر
کوئی نفسی نفسی کہے گا — البتہ قرآن سے ایسے سوال کا
جواب نہیں نکلتا مگر حقیقت شفیع کی شرائط پر نظر کرنے
سے عقلاً اور انبیاے سابق کے نوشتوں پر غور کرنے
سے نقلاً ہم بھی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ایک ہی شخص
شفیع ہے بہت سے شفیع نہیں ہو سکتے پھر آپ نے
جو حدیثوں کے سبب آں حضرت کی نسبت یہ گمان
پیش کیا ہے بدون اثبات شرائط یہ دعوے نامناسب

یہ افسوس کی بات ہے کہ میں نے یہ چار سوال علے العموم پیش کئے تھے اگر جواب بھی علی العموم ہوتے تو بہتر تھا —

(۵) سوال کا جواب یہ ملا کہ قران میں کوئی آیت اس مضمون کی جس میں حضرت نے کہا ہو کہ میں شفاعت کراؤنگا مذکور نہیں ہے لیکن حدیثوں میں اور اجماعات سے ثابت ہے یہ جواب آپکا نہایت درست ہے بیشک قران میں کوئی آیت ایسی نہیں ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ احادیث و اجماعات سے اس کا ثبوت کیا جاتا ہے پس جبکہ ضرورت شفاعت اور تخصیص شفیع قران کے برخلاف حدیثوں و اجماعات ہی سے ثابت ہیں تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ کوئی عقلمند اس ساری بنیاد کو حدیثوں اور اجماعات ہی کے بھروسے پر قبول کریگا ایمان قران پر لاویگا اور عقاید حدیثوں اور اجماعات کے تراشے ہوئے رکھیگا —

(۶) سوال کا جواب بھی تسلی بخش نہیں ہے بلکہ نادرست ہے قرانی قرینے کے بابت جو میں نے عرض کیا تھا اوس کا جواب آپ نے یہ دیا کہ نظم قرانی چونکہ عثمان کی نظم ہے اس لئے قابل اعتبار کے نہیں ہے اس آپ کے بیان سے سارا قران غیر معتبر ہو گیا کیونکہ جب اوس کی نظم الہی نظم نہیں ہے بلکہ عثمان نے اپنی مرضی سے اون آیتوں کو جو قران میں ہیں جوڑا ہے اور اوس میں غلطی ہوئی ہے اور اوس کی نظم وہ نظم نہیں ہے جو بگمان اہل اسلام لوح محفوظ سے نازل ہوئی تھی تو اس صورت میں وہ ساری کتاب بگڑ گئی اور اوس کی عبارت خبط ہو گئی اوس کے کسی قرینے کا اعتبار نہ رہا اوس کا سیاق کلام کسی جگہہ درست نہیں ہے اب اوس سے مسایل اخذ کرنے درست نہیں ہے لیکن میں اپ کی اس حجت پر کہ نظم قرانی نظم عثمانی ہے اعتراض نہیں کرتا بلکہ قبول کرتا ہوں کیونکہ یہہ سچ بات ہے

اور ضرور قران کی بے ربط عبارت آپ کے قول کے
موئید ہے لیکن ایک مشکل ہے کہ اگر کوی مسلمان سنی
آپ سے کہے کہ جب عثمان خلیفہ مر گئے تہے اور حضرت
علی بادشاہ ہوئے تو اونہوں نے قران کی نظم کو پہر
درست کیوں نہ کیا یا تو وہ قران کی اس نظم کو درست
جانتے ہوں گے یا وہ بہی عثمان کے گناہ میں شریک
ہوئے اور آج تک اوس بے اعتبار نظم کو اہل تشیع
نمازیں کیوں پڑہتے ہیں — مجھے معلوم نہیں ہے
کہ شیعہ لوگ اوس کا کیا جواب دیں گے بیضاوی
کی تفسیر کہ وہ مقام محمود کو مطلق بتلاتا ہے آپ نے
احد احتمالات معانی بتلایا ہے تو یہہ مقام محمود چند
معنوں میں مشترک ہوا پس لفظ مشترک المعنے ایک
مطلب پر نص نہیں ہو سکتا پھر بہی قران سے دلیل
قطعی حضرت کی شفاعت پر نہو ی بلکہ احتمالی بات
ٹھہری — باقی حدیثیں اور اجماع آپ کا وہ شخص تسلیم

کرے گا جوان دلیلوں کا اصول میں بھی قایل ہو

(۷) سوال کا یہ جواب بہت درست ہے یعنے قران سے آں حضرت کی تخصیص نہیں نکلتی مگر اجماع اور حدیث سے ہے سوا اجماع اور حدیث کلام اللہ میں ہے جس کی بات کا اعتبار ہو =

(۸) سوال کا جواب یہہ ملا کہ کسی تفسیر کی عبارت منافی دوسری تفسیر کے نہیں ہے یہہ کیسی بات ہے کیا آپ کے نزدیک الفاظ - غلبہ دین - کمال نفس - آخرت میں اچھی چیزیں - ثواب مقام شفاعت وغیرہ سب مرادفات ہیں ان سب لفظوں کے ایک ہی معنے ہیں یہہ ہرگز نہیں ہے بے شک مختلف معنے ہیں اور تفسیروں میں منافات ہے اور فعل یعطی کا ایک مفعول جو محذوف ہے اوس کے تعین کلام کے سیاق سے نہیں ہوسکتے اور حدیث کا حاشیہ غیر معتبر بات ہے =

(۹) سوال کا جواب درست ہے میں قبول کرتا ہوں کہ
بالیقین شخص معصوم وہی ہے جو اول عمر سے آخر تک
کوئی صغیرہ و کبیرہ گناہ عمداً و سہواً نہ کرے لیکن حضرت
عیسے کے سوا ساری پیغمبروں میں یہ صفت پائی نہیں
جاتی بہرحال معصوم کی صحیح تعریف یہی ہے جو آپنے
بیان کی ہے ۔

(۱۰) سوال کا جواب بھی میں تسلیم کرتا ہوں ضرور
لفظ معصوم و صالح میں عام و خاص مطلق کی نسبت
ہے معصوم خاص ہے صالح عام ہے

(۱۱) سوال کا جواب جس میں عصمت انبیا پر آیت قرآنی
مطلوب ہے یہ ملائکہ قرآن میں ایسی آیات موجود ہیں
اور دو آیتیں آپ نے بیان فرمائیں ایک وہ جو سورہ
ص کے آخر میں ہے فبعزتک لاغوینهم اجمعین
الا عبادک منهم المخلصین یعنے شیطان نے
خدا کی عزت کی قسم کھائی کہ میں سارے بنی آدم کو گمراہ

کرونگا مگر اون تیرے بندوں کو جو مخلص ہیں گمراہ
نہ کرونگا اس آیت میں پیغمبروں کی خصوصیت نہیں
سنا ہے مفسر لفظ مخلصین کے معنے مومنین بتلاتے ہیں
پس یہہ جو عام تہا اب کس دلیل سے انبیا کی عصمت
پر مخصوص ہوگیا آپ فرماتے ہیں کہ بعضیہ
روایات وادلہ عقلیہ کے عصمت انبیاء پر مخصوص ہے
اور ۶ سوال کے جواب میں فرما چکے کہ ہمارے مذہب
میں تفسیر بالرائے ممنوع ہے پھر یہاں پر ادلہ عقلیہ جو تفسیر
بالرائے ہے کیوں جائے گئے ہیں اور حدیثوں کی
مدد اس مقام پر جب مقبول ہوسکتی ہے کہ کوئی نص
قرآن سے عصمت انبیاء پر پہلے دکھلاتے اس لیئے
یہہ آیت عصمت انبیاء پر دلیل نہیں ہوسکتی ہے اس کے
سوا نیچے کی آیت شیطان کے جواب میں یہہ لکھی ہے
لاملئن جهنم منك وممن تبعك منهم
اجمعين یعنے میں دوزخ کو بہرونگا تجھ سے اور اون

سب آدمیوں سے جو تیری تابعداری کریں گے
نہیں اگر مخلصین سے مراد صرف پیغمبر و معصوم لوگ ہیں
جن پہ شیطانی اغوا جایز نہیں ہے تو وہ لوگ جن پہ
شیطانی اغوا ضرور ہو جائیگا یعنی کہ دوزخ میں سب جاوینگے
اور پیغمبروں کے سوا کوئی شخص بہشت میں داخل نہو
اور نہیں تو خدا کی قسم پوری ہو گی اس لئے صحیح
معنے آیت کے یہہ ہیں کہ مخلصین سے مراد مومنین ہیں
جن میں انبیا بھی بدرجہ اولے شامل ہیں مگر آپ اس
قرینہ قرانی کو شاید قبول نفرماوینگے کیونکہ آپ کے
نزدیک قرینہ قرانی عثمانی نظم کے سبب قابل اعتبار کے
نہیں ہے — دوسری آیت آپ نے یہہ بتلائی لا
ینال عھدی الظالمین — یعنے میرا عہد ظالموں کو
نہیں پہونچتا اور عہد سے مراد عہد نبوت یا عہد امامت
لیتے ہیں اور ہر شخص کو آپ سوا پیغمبروں اور اماموں
کے ظالم جانتے ہیں یا غیر پر یا اپنے نفس پر بس نتیجہ یہہ ہوا

کہ جو شخص عہد یعنے نبوت اور امامت پاتا ہے وہ
ظالم نہیں ہے اس لئے معصوم ہے = یہ استدلال
آپ کے علما کا بادی النظر میں اچھا ہے مگر حقیقت میں
درست نہیں ہے سارا بیان قرآن میں یوں لکھا ہے
قال انی جاعلك للناس اماما قال ومن
ذریتی قال لاینال عہدی الظالمین =
یعنے خدا نے ابراہیم سے کہا میں تجھے سارے آدمیونکا
پیشوا بناؤنگا اوس نے عرض کی اور میری اولاد میں
بھی بناویگا یا نہیں فرمایا میرا عہد ظالموں کے ساتھ
نہیں ہے = جلالین میں لکھا ہے کہ ظالمین الکافرین
منہ دل علی انہ ینالہ غیر الظالمین یعنے ظالمین
سے مراد کافرین ہیں اور یہ آیت دلالت کرتی ہے
اس بات پر کہ جو کافر نہیں ہیں وہ اس عہد میں شریک
ہیں پس حاصل کلام یہ ہوا کہ جب ابراہیم پیشوائی کا
منصب پا چکا اوس نے اپنی اولاد کے واسطے درخواست

ں اور اولاد کا حال پوچھا جواب ہوا کہ جس قدر لوگ اونمیں
کافر نہونگے وہ سب اوس عہد میں سے برکت پا
سکتے ہیں خواہ معصوم ہوں یا غیر معصوم مگر کافر نہوں پس
عہد سے مراد عہد کی برکت ہے نہ خاص عہد نبوت یا عہد
امامت کیونکہ قران میں لکھا ہے اوفوا بعهدی
اوف بعهدکم میرا عہد تم پورا کرو تمہارا عہد میں
پورا کرونگا یعنے تم کفر کو چھوڑو میں تمھیں نجات دونگا
پس عہد سے مراد برکت عہد کی ہے نہ عہد نبوت و امامت
ورنہ یہ مطلب ہوگا کہ تم کفر کو چھوڑو میں تمھیں پیغمبر اور امام
بناونگا اور اوف بعهدکم خطاب ہے اون بنی اسرائیل
سے جو غیر معصوم ہیں اس حال میں یا تو خدا کا اقرار دروغ
ہے یا عہد میں غیر معصوم بھی حصہ پا سکتے ہیں ـ بالفرض
اگر عہد سے مراد عہد نبوت یا عہد امامت ہے تو ان دونوں
کے عہدوں سے بڑا عہد خلافت کا ہے یعنے خدا کا نائب ہونا
سو لکھا ہے انی جاعل فی الارض خلیفة میں بناونگا

آدم کو زمین میں اپنا نائب پھر آدم و حوا کے حق میں لکھا
ہے فتکونا من الظالمین ہو جاوئے تم دونوں ظالمین
میں سے دوسری جگہ لکھا ہے انہ کان ظلوما
جھولا آدم تھا بڑا ظالم اور بڑا جاہل دیکھو جب ایسے
ظالم اور جاہل کو عہد خلافت مل گیا تو نبوت اور امامت
کیا چیز ہیں جو ظالمین کو یعنے غیر معصومین کو نہ مل سکے
آپ کے علما نے ابراہیم والی آیت سے وہ استدلال کیا
آدم والی آیتوں سے یہہ استدلال کیوں نہ کیا اسکا
کیا جواب ہے حالانکہ یہہ استدلال قرین قیاس بھی تھا اور
قران کے تناقض کو بھی رفع کرتا تھا پھر آپ کا استدلال
اپنے نفس میں بھی ضعیف ہے اور کلام میں تناقض بھی
پیدا کرتا ہے اور قرینہ و سیاق کلام کے بھی برخلاف
ہے اس لئے یہہ آیت بھی آپ کے مطلب پر دلیل نہیں
ہو سکتی —

(۱۲) سوال کا جواب بالکل نادرست ہے سوال یہہ تھا

کہ ایسے ایسے مضمون جو بعض پیغمبروں کی نسبت قرآن میں لکھا
ہیں اور اون کی تاویل ترک اوسکے کیجاتی ہے وہ کونسی
قرآنی آیت ہے جس کے سبب یہہ تاویل کیجاتی ہے
جواب یہہ ملا کہ یہہ آیتیں بسبب ماول ہیں اور تاویل اونکی الخ
آپ کے جواب کی ساری تقریر صراحۃً یا اشارۃً سوال
میں مذکور ہے پہر جواب نے کیا فایدہ بخشا وہ قرآنی آیت
جو سوال میں مطلوب تھی اوسکا کیا جواب ہوا ظاہرا ایسا
ہے کہ اس قسم کی آیت قرآن میں کوئی نہیں ہے صاف
کہنا چاہیئے کہ ایسی آیت کوئی نہیں ہے ۔ اور یہہ جو
فرمایا کہ باعث تاویل جمع بین الادلہ ہے اور احادیث
واجماع اور عقل اس کی موید ہے اور یہہ کہ تناقض کلام
کے رفع کے واسطے تاویل کیجاتی ہے = جواب یہہ ہے
کہ اس مسئلہ میں قرآن کے درمیان تناقض پایا نہیں جاتا
البتہ اجماع امت اور قرآن کے درمیان تناقض ہے
کیونکہ قرآن میں عصمت انبیا کا ذکر نہیں ہے بلکہ جگہہ جگہہ عدم

عصمت کا ذکر موجود ہے اس مسئلہ میں وہ اپنے درمیان
تناقض نہیں دکھلاتا مگر اجماع امت جو آدمیوں کا حکم ہے
وہ قران کے ساتھ تناقض پیدا کرتا ہے پس اس واہیات
تناقض کے سبب قران میں تاویل کر کے تحریف معنوی
کیوں کیجاتی ہے اوس اجماع امت ہی کو باطل کیوں نہیں
سمجھتے جو قران کے ساتھ متناقض ہے

(۱۳) سوال یہہ تہا کہ قران سے کون کون علامت
نبوت آن حضرت کی نسبت ثابت ہے = جواب یہہ ملا کہ
بے انتہا علامتیں قران میں مذکور ہیں مگر اون بے انتہا
علامات میں سے دو علامات کا ذکر آپ نے کیا اول معجزات
مثل شق القمر وغیرہ کے = دویم اخبار بمغیبات و پیشگوئی
مثل غلبہ روم و فتح مکہ کے = شاید اب تک کوئی کتاب
عیسائیوں کی تصنیف سے اس مقدمہ میں جناب کی نظر سے
نہیں گذری ورنہ یہہ دونوں علامات پیش نظر ناتے کیونکہ
انکی تردید بدرجہ کمال ہماریطرف سے ہو چکی ہے جس کا خلاصہ

یھ سب ہے کہ معجزہ شق القمر کے وقوع پر مفسروں کا اتفاق
نہیں ہے بعض کہتے ہیں کہ ہوگیا اور بعض کہتے ہیں قیامت
کو ہوگا کیونکہ آیت اقتربت الساعة وانشق
القمر میں دو فعل ماضی کے اجتماع سے بتخذیف اذا
استقبال کے معنے ہو گئے ہیں اس کے سوا لفظ الساعت
قران میں الف لام کے ساتھ علی ن قیامت کے معنے دنیا
ہے اس لئے مفسرین کے درمیان وقوع وعدم وقوع میں اختلاف
پڑ گیا ہے اور وہ جو وقوع کے قایل ہیں اون کی دلیل نہایت
ضعیف اور بے معنے ہے پر عدم وقوع والوں کی دلیل
مذکور کامل ہے بس جب کہ اس آیت کے دو معنے متناقض
ہیں تو ایک حجت کے لئے یھ آیت نص نہیں ہوسکتی
البتہ حدیثوں میں اس کے وقوع کا ذکر ہے لیکن کوئی حدیث
متواتر بھی اس کی سند میں نہیں ہے بلکہ تفسیر مدارک میں
لا اتفاق کر کے سوال مقدر کا جواب لکھا ہے اوس سے
ظاہر ہے کہ اس کا تواتر نہیں ہے اور اوس کے الفاظ

یہہ ہیں لو ظہر عندہم لنقلوا متواترًا = اگر اسکا
ظہور اون کے نزدیک ہوتا تو وہ متواتر نقل کرتے =
دویم یہہ فرمایا کہ آں حضرت نے غیب کی خبریں دیں
ہیں سو اس کا حال یہہ ہے کہ سورہ اعراف کے ۲۳ رکوع
میں لکہا ہے ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت
من الخیر وما مسّنی السوء اگر میں غیب کی بات
جانتا تو ساری بہلائیاں جمع کر لیتا اور مجہے کبہی بُرائی
نہ پہونچ سکتی اس آیت میں صاف آں حضرت اقرار کرتے
ہیں کہ میں غیب دان نہیں ہوں پس آپ کس طرح فرماتے
ہیں کہ آں حضرت نے غیب کی خبریں دی ہیں اگر یہہ
کہیں کہ وہ خود غیب دان نہ تہے مگر خدا جس بات کی
خبر دیتا تہا بتلاتے تہے تو کوئی واقعہ قران سے بتلانا
چاہئے جو اون کے بتلانے کے موافق ہوا ہو اور یہہ
دو نظیر جو آپ نے فتح مکہ اور غلبہ روم کی بابت بیان
کی ہیں یہہ پیشگوئی نہیں ہے پیشگوئی اور چیز ہے اور قیافہ

وفراست وموقع بینی یا ترغیب فوج کی باتیں اور چیز ہیں
پس یہ دونوں نظیر آپ کے دوسرے قسم میں بہ اہل
عقل کے نزدیک شامل ہیں اگر آپ اس کا حال
مفصل دیکھنا چاہیں تو میزان الحق اور تحقیق الایمان میں
صاف صاف لکھا ہے پر کلام الٰہی میں جو پیشگوئیاں
ہیں اون میں قیافہ وفراست نہیں چل سکتی وہ قدرت
ایزدی سے ہیں =

(۱۴) سوال کا جواب جو عنایت ہوا ہے اوسکو میں
قبول کرتا ہوں اور جو کچھ آپ نے اوس میں لکھا
آپ کی تحریر کے اعتبار پر مجھے قبول ہے فقط اب یہ
جواب الجواب ارسال خدمت کر کے امید رکھتا ہوں
کہ اگر آپ چاہیں تو کچھ لکھیں مگر قران سے جواب دیجے
حدیث واجماع اور قیاس انسانی سے میری بحث
نہیں ہے کیونکہ اون میں غلطی ممکن ہے جیسا کہ میں نے
خط کے اول میں عرض کیا ہے اور آپ کے سوالونکا

جواب جب روانہ کرونگا کہ جب ان کا تصفیہ ہوجاویگا
زیادہ والسلام الراقم بندہ عماد الدین ۴ - جولائی ۱۸۷۱ء

دوسرا خط مجتہد صاحب کا

سناد ملت عیسائیان مرزنگار عماد دین مسیحیان باوقار
پادری عماد الدین صاحب زاد شوقہ بعد اظہار مراسم
اشتیاق کے واضح ہو کہ العجب کل العجب بین جمادی
و رجب آپ نے تحریر فاضل خبیر مولوی سید ابوالحسن
صاحب کا جواب تحریر فرمایا اور نخیف کے سوالات
مشکلہ کا جواب باصواب نہ آیا کیا آپ کے نزدیک ہم قابل
تخاطب نہیں ہیں خاکساران جہا ترا بحقارت منگر + تو چہ دانی
کہ دریں گرد سوارے باشد + اور اگر بسبب اشکال و عضال
تحریر جواب میں تسویف و تاخیر یا توجہ خطاب سے اغماض
و اعراض مقصود ہے تو اسکا کیا علاج خیر الخیر فیما وقع مگر

خیال تو یہ ہے کہ اگر ہمارا جواب تحریر فرمایئے گا تو اوسکا
عوض کسی اور سے پایئے گا کہ وہ مثل آپ کے آپکا جواب
اصلا نہ دے گا تحقیق حق میں آپکی طرح لیت لعل کریگا
اس لئے کہ چاہ کندہ را چاہ درپیش مثل مشہور ہے
اور ع کلوخ انداز را پاداش سنگست بزبان انام
پر مذکور والسلام علی اہلہ کتبہ عبدہ کلب
باقر او صلہ اللہ الی ما یتمناہ واز طرف نحیف مراسم
تکریم برسد فقط مورخہ ۲۲ ربیع الثانی ۱۲۸۸ ہجری

مہر مجتہد صاحب

سید علی محمد

مجتہد صاحب کی سوالات جنکا جواب
طلب فرماتی ہین بدون تصفیہ اون
چودہ سوالون کی یہ ہین

مہر مجتہد صاحب

بسمه سبحانه

تحریر فاضل نحریر نزیر النظیر ذو المفاخر والمآثر المولوی السید کلب باقر الجائسی النصیر ابادی بسط الله علیه اجنحة الایاد بنظر تحیت درامد فقط ـــ حرره بیمنا الوازرة الداثرة علی بن محمد اوتی کتابه بها فی الآخرة

سید علی محمد

یا عماد من لا عماد له
انت عمادی وعلیک اعتمادی

بسم الله الرحمن الرحیم
الحمد لله وکفی وسلام علی عباده الذین اصطفی

اما بعد بندہ عاجز قاصر سید کلب باقر تجاوز اللہ
عنہ بمحمد وآلہ التماس کرتا ہے کہ درین ولا حقایق
پناہ دقایق اکتناہ مولوی عماد الدین صاحب متنصر
نے مقام عنیر سر سے چند سوال خدمت حضرت استاد علام
ادام اللہ ایامہ میں ارسال کئے ازبسکہ طبع اقدس ایک مدت
مدید اور عرصہ بعید سے ناساز تھی اور ضعف قوی مانع
قوی تحریر و تسطیر جواب سے تھا لہذا بعض افاضل
تلامذہ جناب ممدوح نے جواب باصواب اون سوالات
کا لکھ کر مولویصاحب موصوف کو روانہ کئے پس نحیف
کو مناسب معلوم ہوا کہ چند سوال اس جانب سے بھی
لکھ کر مولویصاحب کے پاس بھیجے جاویں تاکہ وہ بھی بمفاد
کما تدین تدان تحریر جواب میں مصروف رہیں
اور امید ہے کہ جواب ہر ایک سوال کا بتفصیل و توضیح
مع تحریر دلایل اقناعیہ والزامیہ قلمی فرماویں ــ

(س ۱) عیسائی مذہب کی حد تام کیا ہے ــ

(س۲) یہ مذہب کب سے ایجاد ہوا ہے

(س۳) ضروریات مذہب عیسائی کے کہ جو منکر اونکا ہو وہ اوس مذہب سے خارج ہو جاوے کے ہیں

(س۴) دلیل عقلی حجت ہے یا نہیں بر تقدیر اول حجت اوس کی مطلق ہے یا مقید بر تقدیر ثانی وہ کون کون مقام ہیں کہ جہاں حجت ہے

(س۵) امر محال قابل تکلیف ہو سکتا ہے یا نہیں

(س۶) تثلیث پر دلیل عقلی کیا ہے اور اگر دلیل عقلی نہیں تو یہودیوں وغیرہ کو کیونکر الزام دے سکتے ہیں

(س۷) صفات جناب باری کی کے ہیں

(س۸) منشاے قول الوہیت حضرت عیسے کا کیا ہے اور کس وجہ سے عیسائیوں کو اون کی الوہیت کا خیال ہوا ہے

(س۹) حلول کسی جسم میں خدا پر جایز ہے یا نہیں

(س۱۰) حضرت عیسے نماز پڑہتے تھے یا نہیں

(س ۱۱) جب حضرت عیسے خدا کے بیٹے ہوئے تو حضرت مریم خدا کے کون ہوئے

(س ۱۲) عصمت انبیاء میں کیا اعتقاد ہے

(س ۱۳) نسخ جایز ہے یا نہیں

(س ۱۴) انجیل متواتر ہے یا نہیں اور اوس کی حجیت پر کیا دلیل ہے

(س ۱۵) اثبات نبوت حضرت عیسے بہ نسبت یہودیوں کے کہ جو بالفعل موجود ہیں کیونکر کیا جاوے

(س ۱۶) آیات انجیل سب محکم ہیں یا متشابہ بھی ہیں اور تاویل اون میں جایز ہے یا نہیں

(س ۱۷) تعدد اناجیل کا کیا سبب اور اختلاف نسخ کا کیا باعث ہے

(س ۱۸) حواریین حضرت عیسے کے مثل یوحنا وغیرہ معصوم ہیں یا نہیں

(س ۱۹) تواتر حجت ہے یا نہیں

(س ۲۰) انکار نبوت جناب رسالت مآب کا کیا سبب ہے حالانکہ ادلہ عقلیہ و نقلیہ سے نبوت اون کی ثابت ہے اور توریت و انجیل وغیرہ میں بشارت اون کے وجود کی موجود ہے

(س ۲۱) حضرت امیرؑ اور ائمہؑ کی باب میں کیا اعتقاد ہے حالانکہ کمالات اون کے کمتر کمالات انبیاء سابقین نہ تھے پس اون کے اقرار اور ان کے انکار کا کیا باعث

(س ۲۲) معاد روحانی و جسمانی و مدارج اخروی اور حور و قصور اور جنت و نار میں کیا اعتقاد ہے

(س ۲۳) شراب حرام و نجس ہے یا نہیں

(س ۲۴) لحم خنزیر حرام و نجس ہے یا نہیں

(س ۲۵) ختنہ کے بارہ میں کیا قول ہے

(س ۲۶) عطلہ سبت میں کیا اعتقاد ہے

(س ۲۷) عطلہ یوم الاحد کی کیونکر بنیاد ہے

(س ۲۸) ارباب مذاہب باطلہ پاک ہیں یا نہیں

نجاست نجاست اون کی روحانی ہے یا جسمانی یا
دونوں طور پر اور نجاست عینی ہے یا عرضی

(س ۲۹) تصویر کا بنانا اور اوس کی پرستش کرنا کیسا
ہے اور عیسائی جو عبادت تصویر حضرت عیسے کرتے ہیں
اون کا کیا حال ہے

(س ۳۰) عشاے ربانی کی تفصیل کیا ہے

(س ۳۱) طہارت وصلوہ وصوم وغیرہ مسیحی دینداروں پر
واجب ہے یا نہیں والحمد للہ اولاً وآخراً وباطناً
وظاھــــــراً فقط

پادری صاحب کا خط

مکرم معظم بندہ جناب مجتہد صاحب سلامت بعد تسلیم با وجب
آنکہ نوازشنامہ پہونچا اور بیانات مندرجہ سے سرفرازی
بخشی آپ کے ۳۱ سوالات کا جواب جو مین نے اب تک

نہیں بھیجا تھا اور وجہ تاخیر نیازنامہ دوم میں یہ بیان کی تھی کہ پہلے میرے ۴ سوالوں کا تصفیہ ہونا چاہیئے پھر اوس پر آپ نے توجہ نفرما کر اس کو لیت و لعل سمجھا گویا میں آپ کے اون سوالات کے جواب سے جن کو آپ بگمان خود مشکلہ بتلاتے ہیں گریز کرنا چاہتا ہوں —

مہربان من یہ بات ہرگز نہیں ہے میرا مطلب یہ تھا کہ یہ ساری تحریر جانبین سے ترتیب وار ہو وے سو معلوم ہوا کہ آپ کو یہ ترتیب منظور نہیں ہے بہت اچھا آپ جس چال پر چلنا چاہتے ہیں میں بھی اوسی چال پر چلونگا مگر جس مقام پر ٹوکنا مناسب ہے بغیر اشارہ کے نہیں رہ سکتا کیونکہ میری عادت ہے معاف کیجے جناب کے اس خط میں ایک اور فقرہ بھی میں نے دیکھا جس کے معنے سمجھنے میں حیران ہوں وہ یہ ہے (وہ مثل آپکی آپ کا جواب اصلاً ندیگا) اس کا مطلب میں یہ سمجھا ہوں کہ میرے دوسرے خط کا جواب آپ کی طرف سے

نہ آویگا یا تو مطلق نہ آویگا کیونکہ عقلمند لوگ اشاروں
میں باتیں کیا کرتے ہیں ۔ یا اوسوقت آوے گا
جس وقت میری طرف سے آپ کے ۱۴ سوالوں کا جواب جاویگا
سو آپ صاف صاف فرماویں کہ آپ کے نزدیک اون
چودہ سوالوں کا تصفیہ ہو گیا ہے اور وہی جواب ویگا
جو آپ دے چکے تو بہتر ہے میں بھی اوس کو تصفیہ
سمجھونگا اور جو کچھ بولنا باقی ہے مگر آپ بدون اپنے
سوالوں کا جواب لئے نہیں بول سکتے تو پھر جواب
آپ کے سوالوں کا لکھتا ہوں اس کے جواب الجواب
کے ساتھ اون کا جواب الجواب بھی بھیج دیں ۔ خط کے
جواب میں میری طرف سے اگر دس پانچ دن کی دیر
ہوئی تو مجھے معاف کریں کیونکہ میں اکیلا لکھنے والا
ہوں اور خط بڑے بڑے ہیں پھر اون کی نقل بھی
بھال رکھنی ہوتی ہے تاکہ بعد اختتام کے چھاپے جاویں
مگر آپ کے ساتھ دو عالم بے بدل مددگار ہیں یعنے

مولوی سید ابوالحسن صاحب اور مولوی سید کلب باقر
صاحب بھر حال اپنے سوالوں کا جواب لیجئے فقط
الراقم بندہ عماد الدین
(جواب ۱) عیسائی مذہب کی حد نام صحیح منطق کے موافق
یہ ہے (حیاتُ اَبدیَّۃٌ) یوحنا ۱۷ باب آیت ۳
(جواب ۲) جھوٹے مذہب جو جہان میں ہیں وہ ایجاد
ہوا کرتے ہیں حیات ابدی کوئی آدمی ایجاد نہیں کرسکتا
پس عیسائی مذہب کو کسی آدمی نے کبھی ایجاد نہیں کیا
ہاں وہ حیات ابدی آدم سے مسیح تک سچے مومنین
پر بطور پرچھائیں عکس افگن رہی مگر اس آخری زمانے
میں ۱۸۷۰ برس ہوئے کہ اس کا عین مسیح میں ظاہر
ہوا یوحنا کا پہلا خط ایک باب آیت ۱ سے ۳ تک لکھا ہے
(۳ جواب) ضروریات مذہب عیسائی کے مختصر طور پر
رسولوں کے عقیدے کے درمیان مذکور ہیں اور وہ
عقیدہ اکثر عیسائیوں کو حفظ ہوتا ہے آپ جس سے

چاہیئے پڑھا ہوا کر رسالہ لیس یا نماز کی کتاب پادری فک
صاحب سے منگوا کر ملاحظہ فرمالیں اوس کا لکھنا طوالت
سے ہے پر خلاصہ یہ ہے کہ مسیح کی الوہیت اور انسانیت
اور کفارہ پر ایمان لانا عیسائی ہونا ہے.

(جواب) دلیل عقلی اپنے محل میں ضرور حجت ہے
کیونکہ تکلیف شرعی اہل عقل کو ہے نہ مسلوب الحواس
کو اور مطلق یا مقید ہونا اوس کا اس طرح پر ہے کہ
اس کی حجت من وجہ مطلق اور من وجہ مقید ہے مطلق ہے
اپنے احاطہ میں یعنے جن جن مقامات میں ادراک
عقلی ممکن ہے اون سب مقامات میں اوسکی حجت
مطلق ہے اور مقید ہونا اوس کا یوں ہے کہ وہ اپنے
احاطہ سے باہر مقید ہے یعنے جن جن مقامات میں اوسکے
ادراک کو دخل نہیں ہے مثل کیفیت ذات باری اور
بہشت و دوزخ اور ابتدا و انتہا انسانی وغیرہ امور میں
جہاں اوس کے ادراک کو دخل نہیں ہے وہاں پر اوسکی

حجت اوسی کے حکم سے الہام کی تعبید ہے

(جواب۵) یہہ سوال مجمل ہے کیونکہ محال دو طرح کے

ہیں اول محالات عقلی جو ذات الہی پر جایز نہیں ہیں

یہہ محالات قابل تکلیف ہرگز نہیں ہیں — دوم محالات

عادیہ جن پر خدا قادر ہے مثلاً معجزات وغیرہ سوا ایسے

محالات خداے تعالے نے آدمیوں کے وسیلے سے

کرا کے دکھلائے ہیں مگر ہندا کی ساری شریعت پر غور

کرنے سے اور قران وغیرہ کتابوں پر بھی ملاحظہ

فرمانے سے یا توحید مجرد و خلوص باطن کی تعلیم پر

لحاظ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانکو ان سب

امور کے پورا کرنے کی تکلیف دی گئی تو بھی کوئی

انسان ان امور کو کما حقہ پورا نہیں کرسکتا کیونکہ

ان کا پورا کرنا محال عادی ہے تو بھی خدا نے ان

امور کی تکلیف دی ہے پر نہ اس لئے کہ وہ ادا

کریگا بلکہ اس لئے کہ انسان اپنے عجز کا پورا اقرار

کر بیکے اوس کے فضل کے سایہ میں جو مسیح میں ظاہر
ہوا ہے دور پڑے اور کہے کہ میں اپنا واجب ادا نہیں
کر سکتا میری تکلیف میری طاقت سے باہر ہے تو بیر
بوجہ کو اوٹھا کر پہینک دے میں دب گیا ہوں اس
صورت میں امر محال عادی کی تکلیف غرض مذکورہ
کے لئے خداے تعالے دیتا ہے کیونکہ غرض مذکورہ
کے حاصل کرنے پر انسان قادر ہے پس ہر امر مشکل
اگرچہ بلحاظ اپنے نفس کے محال ہو تو بھی اپنی مراد کے
لحاظ سے محال نہیں ہے اور اس معنے سے ہم کہتے
ہیں کہ خدا امر محال کی تکلیف نہیں دیتا مگر آپ کے
عقیدے کے موافق کہ نجات اعمال حسنہ پر موقوف
ہے یہ اعتراض آتا ہے کہ خدا امر محال کی تکلیف
دیتا ہے اس لئے نجات بھی محال ہے (گلاتی ۳
باب آیت ۲۴) =

(۶۰ جواب) تثلیث مبارک پر دلیل عقلی طلب کرنا

خلاف عقل ہے جیسے توحید مجرد پر بہی = چوتھے
جواب میں بیان ہوگیا کہ دلیل عقلی اپنے احاطہ میں
مطلق ہے اور اپنے احاطہ سے باہر مقید ہے
پس جہاں مقید ہے وہاں اوس سے کام لینا
خلاف عقل ہے اور یہہ جو فرمایا کہ اگر دلیل عقلی
نہیں ہے تو یہودیوں وغیرہ کو کیونکر الزام دے
سکتے ہیں جواب یہہ ہے کہ یہودی لوگ الہام کے
قایل ہیں عہد عتیق سے اون کو الزام دے سکتے
ہیں چنانچہ دیا بہی گیا جس کا جواب اون سے نہیں
ہوسکتا پھر یہود کے سوا جو اور لوگ ہیں اون کو
تثلیث پر اس طرح قایل کر سکتے ہیں کہ اولاً ضرورت
الہام اور ثانیاً کتب مقدسہ میں اوس کا انحصار دلایل
عقلیہ سے اون پر ثابت کریں گے اور جب وہ
اوس کے قایل ہوئے تو الہام کی اطاعت سے
اون کو بھی تثلیث کا قایل ہونا پڑیگا =

(۷ جواب) خداے تعالی کی صفتیں انسانی شمار سے باہر ہیں کوئی آدمی اون کا انحصار نہیں کر سکتا کیونکہ موصوف غیر متناہی ہے

(۸ جواب) منشاے الوہیت مسیح کا یہ ہے کہ الوہیت اور انسانیت اوس کی ذات میں جمع ہوئیں نہ یہ کہ انسانیت الوہیت کی متحمل ہوئی بلکہ الوہیت نے انسانیت کا تحمل کیا ہے پس وہ انسان اور خدا دونوں ہے الوہیت میں خدا کے برابر انسانیت میں خدا سے کمتر ہے — اور عیسایوں کو اون کی الوہیت کا قایل یقین کئی سببوں سے ہوا ہے (۱) اس کی الوہیت پر اگلے پیغمبروں نے گواہی دی ہے (۲) اوس نے خود الوہیت کا دعوے کیا ہے (۳) اوس کے اقوال و افعال اوس کی الوہیت ظاہر کرتے ہیں (۴) قدرت اختیاری اوس نے دکھلائی ہے (۵) اوس کے شاگردوں

نے جو رسول اللہ تھے اوس کی الوہیت پر
گواہی دی ہے اور منکر کو کافر ٹھیرایا ہے (۶)
اوس کے شاگردوں نے اوس کے تمام سے
معجزات کر کے اوس کو خدا ثابت کیا ہے (۷)
یہہ کہ ان ساری باتوں کے اجتماع نے اوس کو
خدا ثابت کیا ہے کیونکہ نہ کوئی تاویل ان صورتوں
میں چل سکتی ہے اور نہ کوئی مخالف ہمارا موہنہ
بند کر سکتا ہے پس ہم سب عیسائی یقین کرتے
ہیں نہ خیال کہ اوس کی الوہیت حق ہے
(۹ جواب) حلول کسی جسم میں خدا پر جایز نہیں
ہے مگر مسیح کے جسم میں خدا کا حلول نہیں ہے
بلکہ اوس کی انسانیت کا الوہیت سے میل اور
اجتماع ہے پس خدا کا حلول انسان میں مگر انسان کا
حلول خدا میں ہے کوئی جسم خدا کا تحمل نہیں کر سکتا مگر
خدا سب کا تحمل کر سکتا ہے

(۱۰ جواب) حضرت عیسے ضرور نماز بھی پڑہتے ہتے جیسے کہ اور سب راستبازی کے کام کرتے ہتے کیونکہ اون کی تشریف آوری کی ایک غرض یہ بہی تہی کہ سب بہلے کام جو آدمیوں سے کماحقہ ادا نہیں ہو سکتے وہ پورا کر کے اون کی گردن سے بوجہ اوٹہاویں تاکہ وہ آزادگی کی شریعت تک پہونچیں اس لیے وہ نماز بہی پڑہتے تہے اور اس نماز میں اون کی انسانیت جو مخلوق ہے اون کی الوہیت کی جو خالق ہے پرستش کرتے تہی اور طور اون کی نماز کا یہ تہا جو محمدیوں کا طور ہے بلکہ آدم سے مسیح تک جو طور نماز کا مقدس پیغمبروں میں رہا ہے اوسی طور سے نماز کرتے تہے یعنے خدا سے دعا کرنا جس طرح سے ہم عیسائی بہی اسوقت کرتے ہیں =

(۱۱ جواب) اس سوال سے پہلے ابن اللہ کے معنے

دریافت کرنا لازم تہا تا کہ سوال درستی سے کیا جاتا پس واضح ہو کہ حضرت مسیح خدا کا ازلی بیٹا ہے اور اوس کا تولد دنیاوی طور پر نہیں بلکہ ادراک عقلی سے باہر ہے اس لئے سب ممکنات سے پہلے وہ ابن اللہ تہا اوسوقت مریم کہاں تہیں جب جہان پیدا ہوا اور مریم بھی موجود ہوئیں اور اوس کی تشریف آوری کا وقت بھی آیا تو وہ ابن اللہ قدرت ایزدی سے اوس کے شکم میں آگیا نہ دنیاوی جماع کے طور سے بلکہ خدا کی پاک روح کے نزول سے جیسے آدم زمین سے پیدا ہوا تہا اب اگر اہل اسلام زمین کو معاذ اللہ خدا کی جورو قرار دیں تو حضرت مریم کی نسبت بھی کچھ کہیں دیکھئے قرآن کا مصنف بھی انجیل کے موافق مسیح کو آدم ثانی قرار دیتا ہے ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم — یعنے خدا کے نزدیک عیسے مثل آدم کے ہے

یا مسیح کا مریم سے تولد یوں سمجھنا چاہئے کہ جیسے
خدا کا کلام جو قدیم ہے اولاً پیغمبروں کے دلوں
میں القا ہوتا ہے اور پھر اون کے محاورات اور
الفاظ سے ملبس ہو کر اور اون کے نتایج طبع سے
منکر برامد ہوتا ہے اسی طرح وہ ازلی و ابدی ابن اللہ خدا کی
مریم کے رحم میں القا ہوا اور مجسم ہو کر برامد ہوا اور جیسے
پیغمبر لوگ کلام کا وسیلہ ہو کر مومنین میں ممتاز ہوئے
ہیں اسی طرح مریم متبرکہ مسیح کے تولد جسمانی کا وسیلہ
ہو کر عورتوں میں مبارک اور خدا کی مقبول بندی ہوئیں
(۲ جواب) انبیا اور سب پیغمبر سوا مسیح کے غیر
معصوم ہیں جو کوئی ادم کے سلسلے میں پیدا ہوا وہ غیر
معصوم ہے مگر مسیح ادم کے سلسلے سے الگ ہو کر
اسی واسطے ظاہر ہوا تاکہ نیا آدم ہو جو گناہ سے پاک
ہے لیکن اور سب پیغمبر اون کے قول اور فعل سے
غیر معصوم ثابت ہیں اور یہہ ہمارا اعتقاد عقل اور نقل کے

موافق ہے

(۳) جواب) نسخ ہرگز جایز نہیں ہے ورنہ خدا جو بے تبدیل ہے صادق اور اعتماد کے لایق نہ رہے گا ہاں خدا کے کلام میں تکمیل ہوا کرتی ہے پر نسخ اور تکمیل میں بڑا فرق ہے مختصر توضیح اس کی یوں ہے کہ امر سابقہ اور امر لاحقہ کے درمیان اگر تیمم اور وضو کی نسبت پائی جاوے تو امر لاحقہ کو تکمیل کہتے ہیں اور جو ان دو کے درمیان یہہ نسبت نہو اور کوئی نسبت ہو تو وہ ناسخ اور منسوخ کہلاتے ہیں اور یہہ خدا کی ذات سے عقلاً و نقلاً ناجایز ہے عہد عتیق کے سب احکام اور واقعات کو عہد جدید کے ساتھ مقابلہ کرنے سے تیمم اور وضو کی نسبت اظہر من الشمس ہے مگر کتب سابقہ اور قران کے ساتھ یہہ نسبت پائی نہیں جاتی بلکہ مغایرت حقیقی نظر آتی ہے پس نسخ ناجایز ہے پر تکمیل جایز اور امر ضروری ہے متی ۵ باب آیت ۱۷ اور یہ

(۳۔ جواب) انجیل مقدس کا ایسا اچھا تواتر ہے کہ
کوئی اہل مذہب اپنی کتاب کا ایسا تواتر دکھلا نہیں
سکتا پہلی صدی کے اوائل میں جب رسولوں
نے یہہ کتابیں امت کے لوگوں کے ہاتھ میں دیں
تو اون کی زندگی میں یہہ سب کتابیں اردگرد کے
ممالک میں پھیل گئیں اور رسول لوگ اپنی عمر بھر
سفر کر کے ان کتابوں کا رواج بچشم خود دیکھ گئے
اور اون کے بعد نسلاً بعد نسلٍ دست بدست ہمارے زمانہ
آج تک یہہ کتابیں چلی آئی ہیں اور تصدیق اس تواتر
کی حواریوں کے عہد سے آج تک مخالف اور موافق
کی تواریخوں سے اور بھی کامل ہو جاتی ہے پس یہہ
کامل تواتر اوس کی حجت پر دلیل کافی ہے اس کے
سوا ان کتابوں کے کلام الہی ہونے پر ہمارے
پاس اور بھی بہت سی دلیلیں ہیں جن کا خلاصہ یہہ
ہے (اول) ان کتابوں کے سب حصے باوجودیکہ

مختلف زمانوں میں اور مختلف کاتبوں سے لکھے
گئے تو بھی اون کے مضامین آپس میں ایسا میل
رکھتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عالم الغیب
ان کا لکھوانے والا ہے (دوم) ان کتابوں میں
ایسے ایسے عمدہ اور پاک بھید بیان ہوے ہیں
کہ کوئی بشر اگرچہ کیسا ہی عالم کیوں نہو ایسی باتیں
بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتا (سوم) ان کتابونکا
مضمون نفسانی خواہشوں میں لپٹا ہوا نہیں ہے
بلکہ دوسرے جہان یعنے عالم تجرد کی خواہشیں
ظاہر کرتا ہے اور اس جہان کی خواہشوں کی
توضیح بھی کامل درجہ پر کرکے انسان کو ہدایت بخشتا
ہے (۴) ان کتابوں کی قدامت اور آج تک
کی عجیب حفاظت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ کتابیں
قادر مطلق کی حفاظت اور حمایت میں ہیں (۵)
مسیحی دین کی عجیب افزایش اور کامیابی سے

ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتابیں ضرور خدا کی ہیں (۶)
ان کتابوں کی تعلیم ظاہر کرتی ہے کہ یہ خدا کی ہیں
(۷) ان کتابوں کا مقصد ظاہر کرتا ہے کہ یہ
خدا کی ہیں کیونکہ ان کا مقصد یہہ ہے کہ خدا کا جلال
اور بزرگی کمال درجہ پر ہووے ساری دنیا میں
کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جو ان سے زیادہ خدا
کا جلال اور انسان کا عجز بیان کرے (۸)
اس کلام کی تاثیر جو اس کے حقیقی مومنین کے
دلوں پر ہوتی ہے ایسی عجیب تاثیر ہے کہ کسی کتاب
میں ایسی تاثیر نہیں ہے ہاں قرآن وغیرہ کی
تاثیر جو اوس کے سچے ایمان داروں میں ہوتی ہے
اس کلام کی تاثیر سے مقابلہ کر کے معلوم ہوگا کہ
یہہ الٰہی تاثیر پر وہ انسانی تاثیر ہے (۹) یہہ
کلام جب انسان کے دل میں تاثیر کرتا ہے تو ایک
عجیب تبدیل و تبدیل کا شروع اوس کے دل میں ہونے

لکھا ہے اور روز بروز وہ ایسی ترقی کرتا ہے کہ عالم
تقدس نزدیک اور عالم تکدر بعید ہوتا جاتا ہے اس
سے ظاہر ہے کہ یہ وصل الٰہی کا طور ہے (۱۰)
ان کتابوں کے مصنفوں کے معجزات یعنے وہ
قدرت الٰہی جو اون کے ہاتھوں سے ظاہر ہوئے
ان کتابوں کی صداقت پر خدا کی مہر ہے (۱۱)
وہ صدہا پیشین گوییاں جو اون میں مذکور ہیں جن میں
قیافہ و فراست کو دخل نہیں ہو سکتا اپنے اپنے
وقت پر پوری ہوئیں اور وقت بوقت ہوتی
جاتی ہیں جن کی تکذیب نہیں ہو سکتی وہ بھی ظاہر
کرتی ہیں کہ یہ عالم الغیب سچے خدا کا کلام ہے
اوس کے سوا اور اور بہت سی دلیلیں ہیں پر میں نے
مختصر طور سے بعض دلایل کی طرف اشارہ کیا اگر
انہیں دلایل کو بسط کے ساتھ واضح کروں تو ایک
بڑی جلد بن جاتی ہے اگر آپ چاہیں تو اس قسم

کی گئی ہیں جن میں ایسی دلیلیں خوب بیان اور
ثابت ہوئی ہیں خدمت شریف میں بھیجدوں پس
یہہ سب دلایل اوس کی حجیت پر کافی ہیں اور
ایسی دلیلیں کوئی اہل مذہب اپنی کتاب کے
نسبت نہیں لاسکتا اس لئے یہہ کتاب کامل حجت
ہے (۵ا جواب) یہودیوں کی نسبت حضرت
عیسے کا اثبات عہد عتیق کی کتابوں سے کرسکتے
ہیں اور کرکے بھی دیا ہے اور وہ لاجواب ہوکر شرارت
سے ایمان نہیں لاتے ہیں قایل کرنے کے یہہ
معنے ہیں کہ دلیل میں مخالف کا موہنہ بند کردینا
اور اوس کی تمیز میں اوس کے لئے الزام پیدا
کردینا سو یہہ تو ہماری طرف سے یہودیوں کے
لئے ہوگیا ہے مگر تبدیل دل انسان کی طاقت
سے باہر ہے وہ ہم کسی کی نسبت نہیں کرسکتے
اگر آپ چاہیں تو یہودیوں کے اعتراض ہمارے

سامنے پیش کرکے اور اون کے جوابات سن کر
اس بات کی تصدیق کرلیں اور اگر آپ کی یہ مراد
ہے کہ وہ سب ایمان کیوں نہیں لاتے تو واضح
رہے کہ اون میں سے لاکھوں یہودی ایمان
لا چکے اور لاتے جاتے ہیں مگر بعض شریر عدم
توجہ اور ہٹ کار کے باعث پراکندہ ہیں پر وہ
بحث میں مغلوب ہیں

(۱۶ جواب) انجیل شریف میں بلکہ کل بائبل
میں اکثر مضامین محکم ہیں پر بعض متشابہات
بھی ہیں لیکن ایسے متشابہ نہیں ہیں جیسے قران
میں ہیں مثلاً الم و الر و حم عسق وغیرہ
ان کو ہم مہملات کہتے ہیں پر جو مضمون ایسے
ہیں جو عقل سے بالا ہوں مثلاً ذات الہی کی
کیفیت یا بہشت وغیرہ کا ذکر اون کو ہم متشابہات
یا ادراک عقل سے بالا کہتے ہیں اور اون میں

تاویل جایز نہیں ہے جیسے فرمایا ہے اونکی طرح ایمان لاتے ہیں پر اوس کی تاویل عقلاً و نقلاً ناجایز ہے

(۷ اجواب) تعدد کتب اناجیل کا سبب یہہ ہے کہ مسیح کے واقعات چند گواہوں کی تحریر سے کامل ثبوت کو پہونچیں اور اون میں مومنین کو شک و شبہ نہ ہے اسی واسطے چار انجیلیں چار پیغمبروں یعنی متی۔ و یوحنا و پطرس و پولوس وغیرہ کے وسیلے سے خدا نے لکھوائیں تاکہ دنیا کے چار سمت کے لئے گواہی ہو = پھر آپ نے فرمایا کہ اختلاف نسخ کا کیا باعث ہے اس کا مطلب میں نہیں سمجھا اختلاف نسخ سے آپ کی کیا مراد ہے اگر وہی تعدد کتب اناجیل مراد ہے تو اوس کا باعث مذکور ہو گیا اور جو آپ کا یہہ مطلب ہے کہ اناجیل آپس میں مختلف ہیں یعنے اپنے بیان میں تو یہہ سوال سنت

نہیں ہے اون میں ہرگز اختلاف نہیں ہے وہ
سب اپنے بیان میں موافق ہیں بلکہ ایک دوسری
کی توضیح و تفسیر ہے

(۱۸ جواب) جیسے سب پیغمبر معصوم نہیں ہیں
ویسے ہی حواری بھی معصوم نہیں ہیں مگر مسیح
پر ایمان لانے سے اونہوں نے گناہوں کی معافی
پائی ہے جیسے تمام پیغمبر اولین و آخرین مسیح
پر ایمان لانے سے پاک ہوئے ہیں اسی طرح ہر
کوئی جو ایمان لاتا ہے معافی پاتا ہے پر معصوم
سوائے مسیح کے اور کوئی نہیں ہے

(۱۹ جواب) اگر صحیح تواتر ہو تو البتہ حجت ہے

(۲۰ جواب) یہ کیا خوب سوال ہے جواب نے
کیا ہے آج تک کسی نے ہم سے ایسا سوال نہیں کیا
سو میں اس کا راست جواب مختصر طور
سے دیتا ہوں ذرا غور سے سنیں اس آپ کے

آپ نے کے سوال میں تین حصے ہیں اول یہہ کہ آنحضرت
کی نبوت کا انکار ہم لوگ کیوں کرتے ہیں =
دوم آنکہ ادلہ عقلیہ و نقلیہ سے آں حضرت کی نبوت
ثابت ہے — سویم آنکہ توریت و انجیل وغیرہ میں
اون کے وجود ذی جود کی بشارت ہے =
تیسرے حصے کا یہہ جواب ہے کہ انجیل توریت وغیرہ
سب پیغمبروں کی کتابیں موجود ہیں آپ براہ
مہربانی وہ آیات نکال کر دکھلاویں جہاں جہاں پر
اون کی بشارت موجود ہے میں کہتا ہوں کہ کتاب
مکاشفات کے ۹ باب کے سوا آں حضرت کا ذکر کہیں
نہیں ملتا اور وہ ذکر تو اون کے حق میں اچھا نہیں
ہے اگر آپ کو یہہ گمان ہو کہ بعض علماے محمدیہ نے
بائبل کی بعض آیات کو بگمان خویش آں حضرت
کی بشارت بنا رکھا ہے تو واضح رہے کہ اہل اسلام
کے مصنفوں میں سب سے زیادہ مولوی رحمت اللہ

نے ازالۃ الاوہام میں حضرت کی بشارتوں کا ذکر کیا ہے
اور اونہوں نے ۲۳ مقام بائبل کے اس مطلب پر
پیش کئے ہیں پر اون ۲۳ میں سے ایک بھی درست
نہیں ہے بندہ نے تحقیق الایمان میں اوس کا ذکر
مفصل لکھدیا ہے اور خوب ثابت ہوچکا ہے کہ حضرت
کی بشارت ان کتابوں میں ہرگز ہرگز کہیں نہیں ہے
پھر آپ کس طرح سے دعوے کرتے ہیں کہ بشارت
موجود ہے بالفرض اگر ہے تو ہمیں بتلاویں مگر جو
مقام پیش کریں پہلے تحقیق الایمان میں اوس کا جواب
پڑھ کر مع ردجواب کے لکھیں تاکہ طوالت اور تضییع
اوقات جانبین کی نہو =

حصہ دوم کا جواب یہہ ہے کہ وہ ادلہ عقلیہ ونقلیہ
جو آں حضرت کی نبوت پر موجود ہیں آج تک ہمارے
گوش گذار نہیں ہوی آپ بامید ثواب وہ سب ادلہ
عقلیہ ونقلیہ ہمیں سناویں کیونکہ ہم نے کبھی نہیں

سنا کہ حضرت کی نبوت پر دلائل عقلیہ و نقلیہ دنیا
میں کہیں موجود ہیں اگر آپ سناوینگے اور وہ
صحیح بھی ہوں گی تو ہم بھی ضرور مسلمان ہو جاوینگے
یہہ میرا اقرار آپ سے اور سب علماے اسلام سے
ہے میں نے اسی واسطے دین اسلام کو چھوڑ دیا
کہ کہیں سے کچھ بھی اوس کا ثبوت نپایا اگر آپ دیسکتے
ہیں تو زہے نصیب ضرور آپ وہ دلیلیں بیان فرماویں
حصہ اول کا یہہ جواب ہے کہ آں حضرت سے انکار
نبوت کا سبب ایک نہیں ہے بلکہ کئی ایک سبب ہیں
(۱) کسی پیغمبر سابق نے اون کی نبوت پر بشارت
نہیں دی سارے انبیاء کی کتابوں میں خوب
غور کر کے دیکھ لیا ہے (۲) کوئی نشانی نبوت
کی یعنے معجزہ بھی اون کے ہاتھ سے سرزد نہیں
ہوا قران سے کوئی معجزہ ثابت نہیں ہے بلکہ صریح
انکار معجزے کا قران سے پایا جاتا ہے چنانچہ لکھا ہے

وما منعنا ان نرسل بالآیات الا ان کذب
بها الاولون اور الف لام بالآیات کا استغراقی ہے نہ عہد
ذہنی کیونکہ وجود معجزہ مشترہ ان سے ثابت نہیں ہے۔
اس کے سوا اور بہت سی آیات اسی طرح کی قرآن
میں ہیں البتہ حدیثوں میں معجزات لکھے ہیں مگر
ایسی حدیثیں اون چھہ دلیلوں سے جو کتاب
تواریخ محمدی کے اول میں بندہ نے لکھی ہیں اور
جو چند روز میں مطبع سے نکل کر جناب کے پاس آنے
والی ہے نامقبول ہیں پر اس مقام پر اتنی عرض
کافی ہے کہ جو حدیث قرآن کے مخالف ہے لائق قبولیت
کے نہیں ہے اس لئے احادیث کا اس امر میں
بالکل اعتبار نہیں ہے (۳) سبب انکار اون کی
تعلیم ہے یعنے جو کچھ اونہوں نے قرآن و حدیث
میں دنیا کو تعلیم دی ہے اکثر باتیں خلاف عقل ہیں
اون سے خدا کی بزرگی نہیں بلکہ داغ لگتا ہے اگر

آپ اون مقامات کی تفصیل چاہیں گے تو عرض کرونگا
بخوف ملال خاطر صرف اشارہ کرتا ہوں اور جو جو
مقام اون کی تعلیم میں اچھے ہیں وہ سب کتب
مقدسہ سے اخذ ہوئے ہیں (۴) سبب انکار یہہ ہے
کہ اون کا چال چلن اچھا نہ تھا جیسے خدا کے لوگوں کا
ہوتا ہے بلکہ اون کی روحانیت پر نفسانیت غالب
تھی اور یہہ حال اون کے تواریخ اور واقعات سے
خوب ظاہر ہے (۵) سبب انکار یہہ ہے کہ جو لوگ
اون کی تعلیم سے نیا رہوئے اون کے اخلاق ایسے
بگڑ گئے کہ وہ قابل پسند بےغقل عام کے بھی نرہے
اور ہرگز امید نہیں کہ ایسے اخلاق کے آدمی بہشت
میں داخل ہوں (۶) سبب انکار یہہ ہے کہ ان
حضرت سارے پیغمبروں کے مخالف اور بری چال
چلن والے شخص ہو کر بلا دلیل یہہ دعوے کرتے
ہیں کہ وہ سید الانبیا ہیں بھلا ایسا دعوے ایسے

شخص کی نسبت کیونکر قبول کیا جاوے (۷) سبب انکار یہہ ہے کہ بہت سی باتیں وہ خلاف واقعہ بیان کرتے ہیں اور اون کا ثبوت نہیں دے سکتے مثلاً یہہ کہنا کہ مسیح نے میری بشارت دی ہے حالانکہ کہیں نہیں دی یا یہہ کہ مسیح مصلوب نہیں ہوا حالانکہ ضرور ہوا کوئی عقلمند اس کا انکار نہیں کر سکتا پس جب کہ دنیا کے واقعات کی وہ نہیں ٹھیک خبر نہیں ہے تو آسمانی باتیں کب درستی سے بیان کی ہوں گی (۸) سبب انکار یہہ ہے کہ مذہب اختیار کیا جاتا ہے نجات کے لئے پر اونکی تعلیم میں نجات کا کچھ بند و بست نہیں ہے آپ کے ارشاد کے موافق نجات انسانی اعمال حسنہ پر موقوف ہے لیکن اعمال کا پورا کرنا انسان کو محال ہے پس محمدی تعلیم میں نجات کو جواب ہے اگر وہ دعوے کرتے کہ میں شفیع ہوں تو کچھ امید

اون پر ہوسکتی تھی پر اونھوں نے قرآن میں کہیں
ایسا دعوے نہیں کیا چنانچہ آپ بھی مان چکے ہیں پھر
کس امید پر کوئی اون کو قبول کرے گا (۹)
سبب انکار یہہ ہے کہ حدیثوں میں بقول اہل اسلام
اونھوں نے شفیع ہونے کا دعوے کیا ہے مگر استحقاق
اس منصب کا کسی دلیل سے ثابت نہیں کیا کہ اون میں
کونسی زیادتی ہے جس کے سبب اس منصب پر ممتاز
ہوئے ہیں لیکن مسیح کا دعوے بھی کلام الٰہی میں
کئی جگہہ مذکور ہے اور استحقاق اس منصب کے
دلایل بھی نہایت کامل ہیں یعنے اوس کی کامل عصمت
اور بے گناہی اور شریعت کی تکمیل اور اپنے کفارہ
کی قربانی جو سب امور اوس کا استحقاق ثابت
کرتے ہیں کہ اوس کا بیان شفاعت کے باب میں
ضرور برحق ہے جیسے ہر امر میں بھی حضرت کے پاس
سوائے حدیثی دعوے کے استحقاق کے دلایل موجود

نہیں ہیں (۱۰) سبب انکار آں حضرت اپنے عہد
کے مخالفوں پر بڑے طور سے فتحیاب ہوئے یعنے
تلوار کے زور اور لوٹ کے لالچ اور نفسانی خواہشوں
کی ترغیب سے عرب میں فتح پائی مگر روحانی اور
خدا پرستی اور نیکوکاری کے سببوں سے فتح نہیں
پائی اس کے سوا اور اور بہت سی باتیں ہیں جن کے
سبب اون کی نبوت کا ہم انکار کرتے ہیں اور اونکو
قبول .. کرنے سے نہایت ڈرتے ہیں کیونکہ ہم
اون میں نہ صرف علامات نبوت نہیں پاتے بلکہ علامات
کا عکس پاتے ہیں ـ یہ اسباب انکار ہمارے پاس
موجود ہیں = معاف کیجئے آپ نے سوال کیا تو بندہ
کو صحیح جواب دینا پڑا

(۲۱ جواب) اس سوال کے دو حصے ہیں اول حضرت
امیر و ائمہ کے باب میں کیا اعتقاد ہے دوم اونکے
کمالات انبیاے سابق کے کمالات سے کم نہیں ہیں

پہلی بابت کا جواب یہہ ہے کہ ہمارا اعتقاد اون شخصوں
کی نسبت یہہ ہے کہ حضرت امیر یعنے علی ابن ابی طالب محمد
صاحب کے چچازاد بہائی اور داماد بھی تہے اور واقعہ
کے موافق چوتہے درجے کے خلیفہ تہے اور دیگر ایمہ بہی
مسلمانوں میں امام مشہور ہیں اور یہہ سب مسلمان تہے
اور گنہگار آدمی تہے جیسے دنیا میں سب لوگ گنہگار
ہیں اور چونکہ ان سب کا ایمان محمد صاحب پر تہا جنکی
نبوت ثابت نہیں ہے اس لئے یہہ لوگ نادرست
ایمان والے شخص تہے جیسے سب مسلمان ہیں یہہ
اعتقاد ہمارا اون بزرگوں کی طرف ہے = دوسرے
حصے میں آپ نے اون کے کمالات کا ذکر کیا ہے
اور اون کے کمالات کو پیغمبروں کے کمالات کی مانند
بتلایا ہے یہہ بات بالکل نادرست ہے کیونکہ اگر اون
شخصوں میں کچھ کمالات ہوں بھی تو حضرت محمد صاحب
کے کمالات کی مانند ہونگے نہ پیغمبروں کے کمالات

کی مانند اور آپ نے یہہ بھی نہیں بتلایا کہ قرآن میں
اون کے کمالات کہاں کہاں لکھے ہیں اگر آپ فرماویں
کہ شیعوں کی حدیثوں میں اون کے کمالات بہت سی
لکھے ہیں تو آپ کو یاد ہوگا کہ حدیثو نکا اعتبار نہیں کیا آپ کو
خدا کا خوف نہیں ہے کہ پیغمبروں کے کمالات جو کتب
سماوی میں مذکور ہیں. ان شخصوں کے کمالات سے
جو بے اعتبار حدیثوں میں لکھے ہیں مقابلہ کر کے برابر
ٹھہراتے ہیں = اور اوس کا آپ کے پاس کیا جواب
ہے کہ عبدالقادر جیلانی کے کمالات اور اہل سنت کے
ائمہ اربعہ و اولیا کے کمالات جو اون کے مریدوں کی
کتابوں میں لکھے ہیں اور ہندؤں کے بزرگوں کے
کمالات جو اون کی کتابوں میں مذکور ہیں کیا حضرت
امیر و ایمہ سے کمتر ہیں پھر آپ انکا انکار اور اونکا
اقرار کیوں کرتے ہیں کمالات اوسی شخص کے معتبر
ہیں جس کا ذکر کلام الٰہی میں ہے ورنہ دنیا کے لوگ اپنے

پیروں فقیروں کی نسبت بہت کچھ لکھا کرتے ہیں
اون کا اعتبار بدون تصدیق الہی کے نہیں ہو سکتا
کیا آپ کے نزدیک سوکھی جڑ میں سبز ڈالیاں نمود
کرتی ہیں جس صورت میں آں حضرت کی رسالت ثابت
نہیں ہے تو اون اشخاص کے کمالات جو اوس پر
متفرع ہیں کس طرح ثابت اور یقین کے لایق ہون گے
ہاں اگر آپ اون اشخاص کو آں حضرت کی نبوت
سے الگ کر کے اور اوس سے اون کا علاقہ توڑ کر
ذکر کریں تو ہم ان کے کمالات کی حدیثوں پر بھی غور
کر کے آپ سے بات چیت کر سکتے ہیں ورنہ ان
شخصوں سے ہمارا کیا علاقہ ہے اون کی بابت
ناحق ہم سے آپ نے یہ سوال کیا کیونکہ یہ اشخاص
تین ہیں ہیں نہ تیرہ میں یہاں تو رسالت کے
مقدمہ میں بحث ہے =

(۴۲ جواب) ہمارا اعتقاد ہے کہ دوزخ اور بہشت

برحق ہیں اور آخرت میں ضرور مومنین کے لئے مدارج
بھی ہیں مومنین کی روحیں آرام میں اور کافرین کی روحیں
دوزخ میں جلیں گی اور قیامت میں سب مردے اوٹھینگے
مگر حوریں اور غلمان اور شراب و کباب اور جماع وغیرہ
دنیاوی مزے وہاں نہوں گے اور کوا عیب بھی وہاں
نہوں گے بلکہ مقدس لوگ حقیقی آرام میں ہوکر خدا کی
ستایش فرشتوں کی مانند کریں گے متی ۲۲ باب ۳
(۴۳ جواب) شراب اگر اپنی حد کے موافق پی جاوے
یعنے تھوڑی اور ہاضمہ کے لئے تو حرام نہیں پاک ہے
پر اگر زیادہ پی جاوے اور موجب شرارت ہو تو
اوس کے فعل حرام ہیں پر اوس کی ذات نجس نہیں ہے
بلکہ رزق حسنا ہے بموجب اول تمطاوس ۵ باب
آیت ۲۳ کے
(۴۴ جواب) سور کا گوشت نہ حرام ہے نہ نجس بلکہ جیسے
بکری بھیڑ کا گوشت پاک ہے ایسے ہی وہ بھی ایک

... ہے جس کا جی چاہے کہاوے اور جس کا دل
چاہے نہ کہاوے البتہ سور کی عادت جس آدمی میں ہو
اوس کو ہم سور کہانے والا جانتے ہیں جیسے کتے کی
عادت جس میں ہے وہ کتا کہانے والا ہے پس ان
جانوروں کی حرمت سے خدا کا یہہ مطلب ہے کہ اون کے
عادات آدمی میں نہوں ورنہ کوئی گوشت حرام نہیں ہے
ہر ایک جانور پاک ہے البتہ انسان کا گوشت یا جن جانور
کے گوشت زہر ہیں اون کا کہانا منع ہے ۔

(۳۵ جواب) ختنہ ایک ظاہری نشان خدا نے ابراہیم
کو دیا تھا تا کہ قوم بنی اسرائیل اوس نشان کے سبب
دیگر اقوام سے جدا کئے جاویں وہ اشارہ تہا جسمانی
خواہشوں کے کاٹ ڈالنے کا گویا وہ مسیحی اصطباغ کا
نیم تھا جب اوس کا عین آیا یعنے مسیحی اصطباغ تو اب
اوس کی حاجت نرہی کیا فایدہ ہے کہ آدمی چمڑا کاٹے
پر بد خواہشیں دل میں بہری رہیں پر اگر چمڑا نہ کاٹے

اور بدخواہشیں کاٹ ڈالے تو یہہ عین ختنہ ہے
پس جس کی بدخواہشیں مغلوب ہیں وہ مختون ہے
اور جس کی بدخواہشیں غالب ہیں اگرچہ چمڑا کٹتا ہے
وہ نامختون ہے

(۲۶ جواب) سبت کے دن بموجب حکم الٰہی کے
تعطیل کرنا ضرور ہے

(۲۷ جواب) عطلہ یوم الاحد یعنے اتوار کی بنیاد یہہ ہے
کہ اوس روز مسیح خداوند مردوں میں سے جی اوٹھا
بموجب متی ۲۸ باب آیت اول کے اس لئے اوس کے
جی اوٹھنے کی یادگاری میں رسولوں نے اس دن کو
سبت قرار دیا اور یہی دستور برابر چلا آیا سبت کے
معنے بموجب لغت اہل اسلام کے ہفتے کے نہیں ہین بلکہ
آرام کے معنے ہیں یعنے آرام کا دن ہفتے میں ایک
روز کرنا چاہئے یہودیوں نے سنیچر کو سبت کرنا مقرر
کیا تھا مسیحیوں نے خصوصیت مذکورہ کے سبب

انوار مقرر کیا

(۲۸ جواب) ارباب مذاہب باطلہ کی روحیں
کفر کے سبب ناپاک ہیں پر جسم ناپاک نہیں بشرطیکہ
اسباب کراہت طبعی اون کے اجسام پر پائے
نجاویں اور اون کی روحانی نجاست عینی نہیں ہے
کیونکہ خدا نے انسان کو اپنی شکل پر بنایا تھا مگر گناہ
کے سبب اوس میں نجاست آگئی اس لئے نجاست
عرضی ہے اور اوس کا زوال ممکن ہے اگر ایمان
لاویں اور جو ایمان نہ لاویں اور کفر ہی میں مر جاویں
تو وہ نجاست حکم نجاست عینی کا رکھتی ہے کیونکہ حالت
روح کی روح کا لباس ہے اور جس حالت و لباس میں
روح اس جہان سے رخصت ہوتی ہے اوس لباس
میں بمقتضائے عدالت ابدالآباد رہے گی

(۲۹ جواب) کھیل تماشے اور یادگاری وغیرہ فوائد
کے لئے تصویریں بنانا درست ہے بلکہ ہنرمندی ہے

مگر اوس کی پرستش کرنا کفر ہے اور جو علیا سے
تصوریں پوجتے ہیں تو وہ کافر ہیں عیسائی [illegible]
پر ایک بدعتی فرقے کے سوا یہہ نا ملایم حرکت [illegible]
فرقے میں آپ نپاویں گے اور جیسے بعض صوفیوں
کی قبر پرستی اور بعض اہل اسلام کی تعزیہ پرستی
سے اسلام پر عیب نہیں لگ سکتا مگر اونہیں اشخاص
پر کفر کا فتوے ہوتا ہے اسی طرح رومن کتھولک
کی بت پرستی سے دین عیسائی پر عیب نہ لگانا چاہیے
(۳۰ جواب) عشاے ربانی کا دستور متی ۲۶ باب
آیت ۲۶ کے بموجب مقرر ہوا ہے اور اوس سے
مراد یہہ ہے کہ مسیح کی موت اور قربانی کی
یادگاری کیجاوے اور اوسکی موت کے فوایدانسان میں
تاثیر کریں تاکہ اوس کے پاک خون وگوشت میں
جو ایک امر روحانی ہے ہم لوگ شریک ہو کر اوس کے
عضو بنجاویں پر اس باطنی بھید کا نمونہ ظاہری

روغنے اور وین سے اوس کے حکم کے بموجب کیا
جاتا ہے جیسے باطنی اصطباغ کا نمونہ ظاہری پانی کا
اصطباغ ہے

(۱۳ جواب) طہارت اور صلوٰۃ وصوم مسیحی دستور کے
موافق عیسائی پر واجب ہے غیر قوم کے دستور کے
موافق واجب نہیں ہے بلکہ گناہ ہے — طہارت
مسیحی یہہ ہے کہ بری خواہشوں سے دلکو پاک کرنے
میں کوشش کرنا عداوت بغض حسد لالچ کینہ غیبت
دروغ زر دوستی وغیرہ نجاسات سے پاک ہونا
مگر جسمانی طہارت طبیعت کے حکم سے اسی طور پر کرنا
کہ صحت نفس رہے اور موجب کراہت طبعی کا نہو —
نماز مسیحی یہہ ہے کہ روح میں ہر وقت خدا سے خواہش
ہوکر دعا مانگنا اور نعمتوں پر شکر کرنا اور کلام الٰہی کے
میدان میں مثل بھیڑ کے ہر وقت چرتے رہنا اور حکموں
پر چلنا — مسیحی روزہ یہہ ہے کہ نفس کا انکار خفیہ

کی طرف سے روکنا اور ضرورت کے وقت کم
خورش سے نفس کشی کرنا مگر یہ باتیں یعنے طہارت
صلوٰۃ صوم وغیرہ اس نیت سے نکرنا کہ ان کے
سبب نجات پاؤنگا نجات مسیحی ایمان کے سبب
سے ہے پر یہہ کام اس لیئے ہیں کہ خدا کی بزرگی ظاہر
ہو اس لیئے کہ اوس نے اپنا بیٹا قربان کر کے
مجھے دوزخ سے ایمان کے وسیلے سے بچا لیا پس
نہ ہندؤں کے طور پر اشنان و پوجا اور برت کرنا
اور نہ مسلمانوں کے طور پر طہارت و صلوٰۃ و صوم بجا
لانا بلکہ مسیحی پر انجیل کے موافق پاکیزگی اور نماز
روزہ کرنا واجب ہے فقط زیادہ سلام ـــــ

بندہ عماد الدین ـــ ۲۳ جولائی ۱۸۷۱ء

واضح رہے کہ یہاں تک جانبین کے خطوط اس
ترتیب پر جاری رہے اور پادری صاحب کے اس
پچھلے خط کے بعد مجتہد صاحب کی طرف سے ایک بڑا
بھاری خط جس کے مضمون اکثر بحث سے خارج تھے اور
لاحاصل باتوں سے بھرا ہوا تھا آیا جس کو پادری
صاحب نے بامید ترمیم اون کی خدمت میں اس خط
کے ذریعہ سے جو ذیل میں لکھا ہے واپس کیا اور
بحث کا خاتمہ ہوا —

پادری صاحب کا چوتھا خط

مکرم معظم بندہ جناب مجتہد صاحب سلامت = بعد سلام
انکہ — آج ایک خط ۸۲ صفحہ پر مولوی ابوالحسن صاحب
کی طرف سے میرے پاس پہونچا اگرچہ اوس پر بھی

آپ کی مہر ہے مگر اوس میں صاف لکھا ہے کہ مہر کے
ہونے سے بھی وہ آپ کی طرف سے نہیں ہے بلکہ غیر کا
آپ کی مہر ہوئی ہے پس اس خط کو میں واپس کرتا
ہوں کیونکہ میرے چودہ سوال آپ سے تھے آپ کو
اونکا جواب دینا چاہیئے تہا یا انکار کرنا میں مولوی
ابوالحسن صاحب اور مولوی کلب باقر صاحب سے
واقف نہیں ہوں اور میں ہر ایک شخص کے ساتھ تحریر کرتا
بھی نہیں پہرتا ورنہ اس ملک میں بھی بہت سے محمدی
مولوی صاحب ہیں اون کے ساتھ ایسی غرض ریزے
لاحاصل نہیں کی جاتی کیونکہ ہر شخص مستند نہیں ہے پس
میں نے جناب کو شخص مستند سمجھ کر تحریر کی تھی اور وہ
بھی اوسوقت جب آپ نے فرمایا تہا کہ ہم تحریری بات
چیت کریں گے لیکن اسوقت آپ اس بوجھ کو دوسروں
کی گردن پر ڈالکر نکلے جاتے ہیں میرے تین خط سابق
میں جناب کی طرف گئے اور جو کچھ اون کے جواب میں

آیا اگرچہ ان صاحبوں نے لکھا مگر آپ کی معرز اور
سوال کا جواب ہونے کے علاقے سے وہ آپکا سمجھا گیا
اور اسی واسطے میں نے اوسکو قبول کرکے اوس پر
کچھ لکھ بھی دیا اسوقت اس خط میں جو آپ کی طرف سے
آیا لکھا ہے کہ اس تحریر کو آپ کی تحریر نہ سمجھوں تو فرمائیے
کہ پھر میں اسکو کیوں لوں اور کیوں اس پر کچھ لکھ لکھ کر
اپنا وقت خراب کروں اس لئے میں نے واپس کیا=
اب امید یہ ہے کہ اگر کچھ لکھنا ہے تو اپنی طرف سے
لکھیں ورنہ دوسروں کی تحریر میرے پاس نہ بھیجیں
اگر میں چاہونگا اور وہ بھی چاہیں گے تو بدون آپکے
وسیلے کے اون سے بات چیت ہوگی جس میں آپ کا
بظاہر کچھ علاقہ نہوگا اور مخاطب وہ لوگ ہوں گے —
اب خود آپ مخاطب ہوکر دوسروں سے باتیں نکرائیں
اور اگر کرائیں تو اون کی تقریر وتحریر کو اپنی تقریر
سمجھیں تاکہ بندہ کی محنت اوس کے حسن وقبح کے انکشاف

مین بے فایدہ نہو = دوئم انکہ اس خط مین جو اپنے تحریر کیا
ہے بہت سے فقرے اور عبارتین لاحاصل اور اشعار
طنزیہ اور گھمنڈ یا زبان اور اتہام اور خاص ہتک وغیرہ
کی باتین بھی بھری ہین اون سب کو خارج کرین خاص ان
سے جو باتین متعلق ہین وہ سب مختصر طور پر لکہین تب مین
اوس کو لے سکتا ہون ورنہ مین اپنا بیش بہا وقت جو
اچھی کتابون کی تصنیف مین صرف ہوتا ہے ان باتون
مین خرچ نکرونگا آپ ہی خیال فرماوین کہ ۳۲ صفحہ کا
جواب کم سے کم ۱۶۰ صفحہ تک ہو سکتا ہے اور پھر بھی تحریر
کو گنجایش ہے پس یہہ مباحثہ کئی جلدون مین تمام ہوگا اور
ناظرین کو اوس سے کیا حاصل ہوگا اور آپس کے طنز آمیز
فقرات اور لاحاصل عبارتون کی کثرت کو دیکھ کر وہ لوگ
بندہ کو اور آپ کو کیا کہین گے اور ایسی لاحاصل تحریر
پر کس امید سے کوئی شخص روپیہ خرچ کرے گا تا کہ چھپ
جاوے پس مطلب کی باتون کے سوا دوسری فضول

عبارتیں درمیان سے نکالیں جیسے بندہ نے پہلے بھی
عرض کیا تھا اور وہ جو ۱۲ سوال اپ کی طرف سے میرے
پاس آئے تھے جن کا جواب مختصر میں نے لکھا ہے اور خدمت میں
بھیج چکا ہے اگر اون کی نسبت بھی کچھ لکھنا ہو تو صرف
دو سوال اون میں سے بحث میں لائیے گا یعنے ۱۴ سوال
آپ کا قابل بحث کے ہے اور اسیطرح بیسواں سوال
کیونکہ جب یہ دونوں تمام ہوے تو سب سوالات آپکے
خود بخود حل ہو سکتے ہیں یہ بھی سب درد سری مجھے
اوسوقت منظور ہوگی جب کہ آپ کے نام سے تحریر ہوگی
ورنہ پھر ملا سے خط و کتابت کرکے میں اپنا وقت نہیں
کھوتا ہوں فقط والسلام بندہ عماد الدین —

نغمۂ طنبوری تمام ہوا

رائے

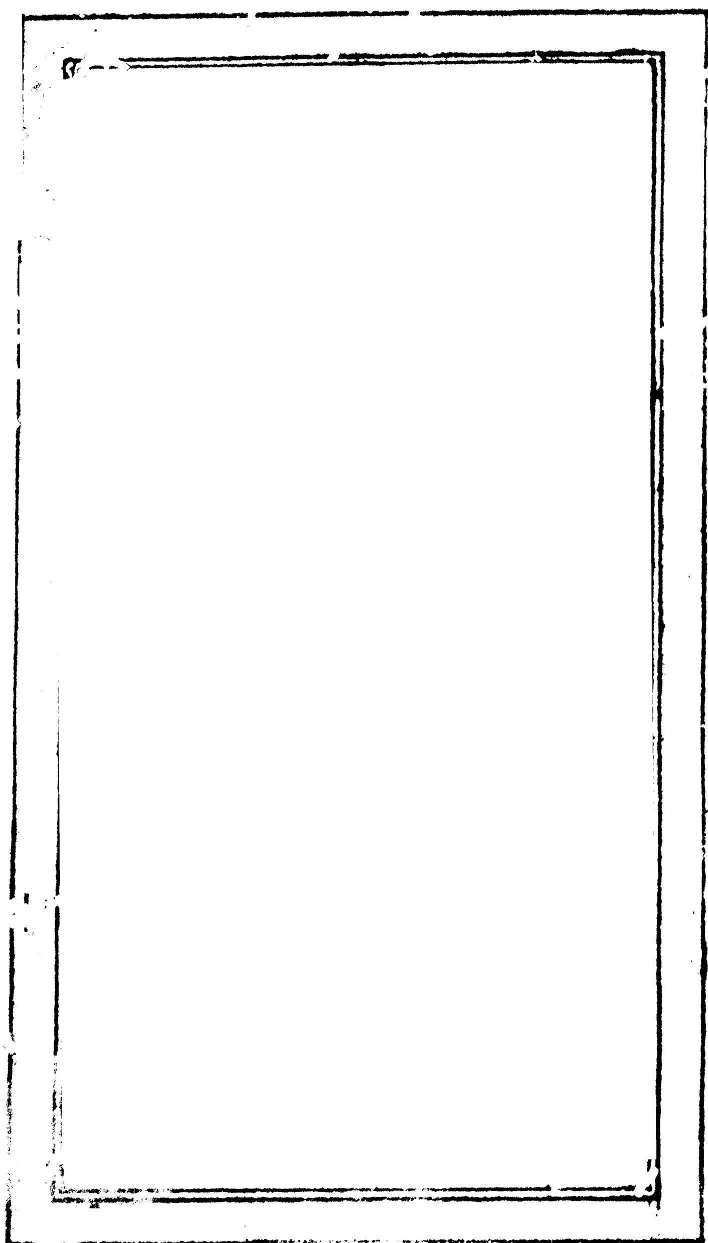
جناب سردار دیال سنگھ صاحب
مرتب نغمہ طنبوری دام حشمتہ

ناظرین کو واضح ہو کہ جانبین کی تحریر سے خوب عیاں ہے
کہ اس مباحثے میں غلبہ اور حق بجانب پادری مولوی
عماد الدین صاحب کی رہا مولویصاحب نے پہلے خط
میں چار شرایط مع چودہ سوالوں کے پیش کیں جنمیں سے
دو کو مجتہد صاحب نے طاق نسیان میں رکھدیا اور
دو پر اعتراض کیا جسکا جواب مولویصاحب کے
دوسرے خط میں موجود ہے ناظرین خود ملاحظہ کرلین
۔ اور سوالات کے جوابوں کا یہ نقشہ ہے کہ سوال
نمبر ا میں شرط کی بالکل رعایت نہیں رہی اور سوال

نمبر ۲ و ۳ و ۱۲ میں بقول شخصے سوال دیگر جواب دیگر
اور نادرست ہی اور سوال نمبر ۹ و ۱۱ و ۱۳ سے مجتہد
صاحب کی ساری پونجی عیاں ہے یوں تو سارے
ہی جواب علی ہذا القیاس ہیں مگر یہہ خصوصاً ہیں اور
طرہ برطرفہ یہہ ہے کہ جواب الجواب سے عاجز ہوکر
اپنی طرف سے سوالات شروع کئے یہاں تک
کہ جوابوں کو بالکل چھوڑ دیا اور جواب کی جگہہ سوال
کیا جیسا کہ سوال نمبر ۳ میں دلیل کی جگہہ دعوے قایم کر
دیا اور یہہ کہا کہ بمفاد کما تدین تدان شاید اسکے معنے یہہ سمجھے
کہ سوال کو سوال ہی سے ملانا چاہئے بقول شخصے سے
سوال بوسہ کو تا لا جواب چین ابرو سے + برات
عاشقاں بر شاخ آہو + اسکو کہتے ہیں قطع نظر اسکے
اگر مجتہد صاحب کو گریز ہی کرنا منظور تھا تو کوئی اور
حیلہ معقول نکالتے اسکو کوئی اہل عقل قبول نہیں
کر سکتا اور حقیقت میں مولوی صاحب کے دوسرے خط

ے جواب کی گنجایش بھی نہیں رہی تھی سب ہو ا
متعلقہ سوال وجواب کے طے ہو چکے تھے مجتہد صاحب
اگر کوئی اڈھائی اینٹ اور ا وسارتے تو باقیماندہ
غلطی کہل جاتی اور سوائے اون کے اس سوال کا
جواب بھی جیسی اچھی طرح ادا ہوا ہے ناظرین کو
بغور دیکھنے سے معلوم ہو جاوے گا اب مجتہد
صاحب سے پوچھنا چاہیئے کہ وہ لن ترانیاں کہاں
ہیں کہ ہمارے سوالات مسئلہ کا جواب ندیا کہ
اور یہ مصرعہ کہ توچہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد لکھا
حالانکہ جناب مولوی صاحب نے جواب دینے سے انکار
نہیں کیا تھا بلکہ یہ کہا تھا کہ ترتیب وار سب ہونا چاہیئے
میں عقلمندی کی یہ علامت نہیں ہے کہ دوسرے کا جواب
سننے سے پہلے لن ترانیاں ہانکنا علاوہ اس کے
جو کہیں کہیں کچھ طنز لکھا ہے اوس کا جواب
اب کیا دیا جاوے اپنی توجہ عادت نہیں ہے اور

ذوق کی عادات اون کی تحریر سے ظاہر ہے
اور دوسرے وہ حضرت باشندہ لکھنو کے ہیں
مشت دور ملے ایک کربلا دوسرے نیم جعفر با فقط
عنـ



لی کبھی مقررہ مدت سے زیادہ رہنے کی
صورت میں لاینت آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائیگا۔

۱- [illegible]

۲- [illegible]

۳- [illegible]

۴- [illegible]

۵- [illegible]

۶- [illegible]

۷- [illegible]

۸- [illegible]